Regd No E.P. 67

رجسٹرڈ نمبر ای پی ٦٧

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

بدر

ہفت روزہ

قادیان

شرح چندہ سالانہ
چھ روپے
ششماہی ٥٠-٣
ممالک غیر ٥٠-٧
فی پرچہ
١٣ نئے پیسے

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

جلد ٧ | ٦ امان ١٣٣٧ھش | ١٣ شعبان ١٣٧٧ھ - ٦ مارچ ١٩٥٨ء | نمبر ٩

اخبار احمدیہ

ربوہ ٤ مارچ - سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی بذریعہ تار اطلاع فرماتے ہیں کہ:-

" حضور ایدہ اللہ کی طبیعت قدرے ناساز رہتی ہے نیز حضور اب کراچی سے سندھ تشریف لے جا رہے ہیں۔ احباب جماعت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے بالتزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

--- یکم مارچ کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی ڈاک کا پتہ حسب ذیل ہے۔

ناصر آباد سٹیٹ براستہ کنری ضلع تھرپارکر (سندھ)

قادیان ٤ مارچ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی طرف سے چند روز قبل اطلاع موصول ہوئی تھی۔ کہ صاحبزادی امۃ القیوم صاحبہ بنت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا امریکہ میں رسولی کا اپریشن یکم مارچ کو ہونا ہے۔ چنانچہ حضرت ممدوح کی تازہ تار سے اطلاع مظہر ہے کہ اپریشن بفضلہ کامیاب رہا۔ الحمد للہ۔

احباب سیدہ موصوفہ کی کامل شفایابی کے لئے خصوصیت سے دعا فرمائیں۔

غانا (مغربی افریقہ) کی احمدی جماعتوں کا تینتیسواں کامیاب سالانہ جلسہ

ملک کے طول و عرض سے ہزارہا احمدی احباب کی جلسہ میں شرکت

(از مکرم مولوی فضل الٰہی صاحب انوری بی - ایس - سی - شاہد)

الحمد للہ کہ غانا (مغربی افریقہ) کی احمدی جماعتوں کا سالانہ جلسہ نہایت کامیابی کے ساتھ مورخہ ٦ جنوری کو سالٹ پانڈ میں منعقد ہوا۔ ملک کے طول و عرض سے کثرت سے احمدی مرد عورتیں اور بچے شامل ہوئے جن کی تعداد کئی ہزار تک پہنچتی ہے۔ یہ جلسہ ٦ جنوری بروز جمعرات شروع ہو کر ٨ جنوری تک تین دن جاری رہا۔ غانا براڈ کاسٹنگ سروس نے اس جلسہ کا اعلان برابر تین دن تک ملک کی مختلف زبانوں میں ہوتا رہا۔ جلسہ کی کارروائی افادۂ احباب کیلئے درج ذیل کی جاتی ہے

پہلے دن کا اجلاس

افتتاحی تقریر

پہلے دن کا اجلاس زیر صدارت صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب پرنسپل احمدیہ سیکنڈری سکول کماسی منعقد ہوا۔ اجلاس کی کارروائی قرآن کریم کی تلاوت سے شروع ہوئی جو مقامی مبلغ مسٹر یعقوب بن عیسیٰ نے کی۔ تلاوت کے بعد احمدیہ عربی سکول سولٹ پانڈ کے ایک ٹیچر جبریل سعید نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک عربی نظم پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد محترم الحاج مولانا نذیر احمد صاحب مبشر امیر و انچارج مبلغ جماعت احمدیہ غانا نے افتتاحی تقریر فرمائی جس میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام "یاتون من کل فج عمیق و یاتیک من کل فج عمیق" کی روشنی میں بتایا کہ براعظم افریقہ میں احمدیت کا وجود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی ایک زندہ دلیل ہے۔ موجودہ زمانہ میں عیسائی دنیا کی قوت اور مادی اور علمی بلند پروازیوں کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے اس بات پر زور دیا کہ موجودہ حالت سے اندازہ لگا کر اسلام کو معمولی چیز سمجھنا درست نہیں۔ جلد وہ وقت آئے گا کہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام ہر لحاظ سے دنیا پر غالب ہوگی آپ نے احمدیت کے عظیم الشان مستقبل کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تین پیشگوئیاں بیان فرمائی ہیں۔

محترم امیر صاحب موصوف کی اس افتتاحی تقریر کے بعد "وا" کے علاقہ کے ایک مخلص عالم دین دوست الحاج معلم صالح نے تقریر کی ؎

جس میں انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ابتدائی الہام "ما رمیت اذ رمیت ولکن اللّٰہ رمیٰ" کو پیش کرتے ہوئے بتایا کہ واقعاتی طور پر یہ الہام بڑی عظمت سے پورا ہوا ہے۔ کیونکہ مشاہدہ بتاتا ہے کہ جب بھی کوئی شخص خواہ وہ کوئی بڑا معلم ہو یا چیف ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کے خلاف اٹھا ہے خدا تعالیٰ نے خود اس کو ناکام کیا ہے۔

(باقی صفحہ ۔۔ پر)

قادیان کے محلہ احمدیہ میں مجوزہ رستہ تیار ہو گیا

محلہ احمدیہ کی کوچہ بندیوں کے سلسلہ میں احمدیہ جماعت اور مقامی میونسپل کمیٹی کے درمیان کئی سال سے معاملہ زیر کارروائی تھا۔ اس تعلق میں جناب گیانی کرتار سنگھ صاحب منسٹر لوکل سیلف گورنمنٹ، جناب سردار گیان سنگھ صاحب کاہلوں کمشنر جالندھر ڈویژن، جناب سردار گوبند سنگھ صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور اور جناب سردار جگت سنگھ صاحب ایس۔ ڈی - ایم بٹالہ نے مورخہ ١١/٢/٥٧ کو قادیان آکر موقعہ ملاحظہ کیا۔ اور منسٹر صاحب نے فریقین کی رضامندی سے یہ فیصلہ فرمایا کہ احمدیہ جماعت پل بہشتی مقبرہ روڈ کی جانب مغرب رستہ تیار کر کے اس کو ننگل کلاں کی سڑک سے ملا دے۔ تاکہ ننگل اور کاہلواں وغیرہ دیہات کو اس رستہ سے گذرنے کی سہولت ہو۔ اور احمدیہ محلہ کی کوچہ بندیوں کو ہٹانے کا سوال ہی اٹھ جائے۔ اس فیصلہ کی اطلاع جناب ڈپٹی کمشنر صاحب نے اپنی چٹھی نمبر ٤٥ ایل آر مورخہ ١١/٢/٥٨ میں مکرم ناظر صاحب امور عامہ سلسلہ احمدیہ کو دی۔

چنانچہ صدر انجمن احمدیہ قادیان نے جو افسران سرکاری سے ہمیشہ تعاون کرتی ہے ہزاروں روپیہ کے صرف سے مذکورہ رستہ تعمیر کر دیا ہے۔ گو رستہ کو تعمیر کے کچھ آخری مراحل ابھی باقی ہیں۔ لیکن یہ قابل گذر ہو چکا ہے۔ اور مذکورہ دیہات کے لوگوں کی اس رستہ سے بآسانی آمد و رفت شروع ہو چکی ہے۔ یہ بھاری بوجھ جماعت احمدیہ نے محض اپنے مقدس مقامات کی حفاظت اور اپنے مقدس احمدیہ حلقہ کو بے حرمتی سے بچانے کے لئے اٹھایا ہے۔

"یوم مسیح موعودؑ"

بتاریخ ٣٠ مارچ

جماعت ہائے احمدیہ کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے امسال "یوم مسیح موعودؑ" ٣٠ مارچ (بروز اتوار) کو ہوگا۔ واضح ہو کہ سلسلہ احمدیہ کی تاریخ کی رو سے یہ امر ثابت ہے کہ سب سے پہلی بیعت جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لدھیانہ کے مقام پر لی تھی۔ وہ مارچ ١٨٨٩ء کے آخری عشرہ میں ٢٣ مارچ کو لی گئی تھی۔ اور جماعت احمدیہ کا قیام معرض وجود میں آیا تھا۔ اس مبارک موقعہ کی یاد میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نشانات و معجزات نیز آپ کے احسانات اور تعلیمات کے تذکرہ کے لئے تقریب منانا مناسب ہے۔

اس بارہ میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ سے استصواب کیا گیا۔ تو حضور نے اس کی اجازت فرمائی۔ جماعتوں کے افراد، صدر صاحبان اور عہدہ داران کو چاہیئے کہ اس دن کی اہمیت کے پیش نظر اس تقریب کو عملی جامہ پہنائیں۔ اور رپورٹیں بھی بھجوائیں۔

نوٹ:- اعلان میں تاخیر کے باعث امسال ٣٠ مارچ کو "یوم مسیح موعود" کی تقریب منائی جا رہی ہے۔

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

اخبار بدر کا مسیح موعودؑ نمبر

حسب دستور امسال بھی ۔۔۔ ٣٠ مارچ کو یوم مسیح موعودؑ منایا جا رہا ہے۔ اس موقعہ پر اخبار بدر کا ایک خاص نمبر پیش کیا جائے گا۔ مضمون نگار حضرات جلد از جلد اپنے مضامین ارسال فرمائیں۔

(ایڈیٹر)

ملک صلاح الدین ایم - اے پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

ہفت روزہ بدر قادیان — مورخہ ۶ مارچ ۱۹۵۸ء

روحانی ترقی کے سامان

ان دنوں ریاستی اسمبلیوں اور مرکزی پارلیمنٹ میں بجٹ پیش ہیں۔ ممبران کو اظہار خیال کا خوب موقعہ ملتا ہے۔ اور اخبارات میں شائع ہونے پر بہت سی مفید معلومات پر مشتمل ہونے کے ساتھ بعض اوقات خاصے دلچسپ ہوتے ہیں۔ چنانچہ اتر پردیش اسمبلی میں جب نیا بجٹ پیش ہوا تو ایک خاتون ممبر نے کہا کہ

> حکومت صرف مادی ترقی کر رہی ہے بڑی بڑی سڑکوں، پلوں اور سکولوں کی تعمیر گو اپنی جگہ ضروری ہے۔ مگر یہ صرف مادی ترقی ہے۔ اور افسوس یہ ہے کہ موجودہ بجٹ میں بھی روحانی ترقی کے بجائے مادی ترقی پر ہی زور دیا جا رہا ہے۔

اس سے یہ تو معلوم ہو گیا کہ موصوفہ بذاتہا خود روحانیت پسند ہیں اور انہیں یہ بھی حق ہے کہ دوسروں کو بھی روحانیت پسند بنائیں مگر یہ کیا کہ روحانیت کی مملکت بھی حکومت کے حوالہ کر دی جائے۔ بیشک جسم و روح کا مرکب ہونے کی وجہ سے انسان کی مادی اور روحانی دونوں قسم کی ضرورتوں کو پورا کیا جانا ضروری ہے۔ لیکن جہاں تک ظاہر حکومتوں کا تعلق ہے۔ وہ اپنے دائرہ عمل میں رہتے ہوئے اپنے ملک کی مادی ترقی کے اسباب پر ہی غور و فکر کر سکتی ہیں اور نہیں ایسا ہی کرنا چاہیئے لوگوں کی روحانی ترقی کے لئے نہ تو موصوفہ کو پریشان ہونے کی ضرورت ہے۔ اور نہ کسی اور وزیر یا سیاستدان کو کیونکہ اس کے لئے ایک دوسرا انتظام جاری ہے۔ جسے روحانیت کے سرچشمہ یعنی خدا نے اپنے ہی قبضہ و اختیار میں رکھا ہے۔ اور جب سے یہ دنیا آباد ہوئی ہزاروں ہزار بندگان خدا اس مقدس فریضہ کی انجام دہی کے لئے مبعوث ہوتے رہے چنانچہ گیتا کے اس شلوک میں بھی اسی کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ جس میں شری کرشن نے ارجن کو بطور نصیحت کہا کہ

> جب جب دھرم کا ناس ہوتا ہے اور ادھرم (لامذہبیت) کا دور دورہ ہوتا ہے۔ تب تب اوتار دھارن کرتا ہوں نیکوں کی حفاظت اور دشٹوں (ظالموں) کی سرکوبی نیز مذہب کو سربلند کرنے کے لئے ہر زمانہ میں اوتار لیتا ہوں۔

اور قرآن مجید میں بھی وعلی اللہ قصد السبیل فرما کر بتایا گیا ہے کہ اہل دنیا کی روحانی ترقی کے سامان اُسی کے خالق و مالک کی طرف سے بار بار مہیا کئے جاتے ہیں۔ اور اسی طرح ایک اور مقام پر جسمانی اور روحانی دونوں قسم کے نظاموں میں اس کی طرف سے جاری شدہ ایک ہی قسم کے قانون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے نہایت واضح طور پر فرمایا کہ

> ومن اٰیٰتہٖ انک تری الارض خاشعۃ فاذا انزلنا علیھا الماء اھتزت وربت ان الذی احیاھا لمحی الموتیٰ انہ علی کل شیء قدیر۔

یعنی اس کے نشانوں میں سے ایک نشان یہ بھی ہے کہ تو زمین کو بعض دفعہ ویران دیکھتا ہے۔ پھر جب ہم اس پر پانی اتارتے ہیں تو وہ ایک نئی زندگی پا لیتی ہے۔ اور سبزی کو خوب بڑھاتی ہے۔ وہ خدا جس نے اس زمین کو زندہ کیا ہے۔ وہ یقیناً مردوں کو بھی زندہ کرے گا وہ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ (حم سجدہ ع۵)

اس آیت کریمہ میں ظاہری قانون قدرت سے نظام روحانی پر غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے۔ کہ وہ خدا جو تمہاری جسمانی ضروریات کا خیال رکھتے ہوئے آسمان سے بارش نازل کرتا ہے اسی طرح وہ خود ہی وقت آنے پر روحانی اسباب بھی مہیا کرتا ہے۔ چنانچہ روحانی بصیرت رکھنے والے خدا تعالیٰ کی اس فعلی شہادت کا بھی مشاہدہ کر سکتے ہیں اس موقعہ پر اگر ایک طرف زمانہ حاضرہ کی بے راہ روی اور حد درجہ کی بے دینی پر نظر ڈالی جائے۔ اور دوسری طرف ان ارشادات و فرامین کا مطالعہ کیا جائے۔ تو یہ سوال ایک حقیقت بن کر سامنے آ جاتا ہے۔ کہ اگر فی الواقع اس کائنات پر ایک قادر مطلق خدا کا تصرف اور اُس کی حکومت ہے۔ تو ہمارے اس زمانہ میں بھی تو سچی روحانیت کے سامان اور انسان کی روحانی ترقی کے اسباب بھی تو کئے جانے چاہئیں۔ چنانچہ اتر پردیش کی خاتون ممبر کی طرف سے حکومت کے مالی بجٹ پر اس رنگ کا اظہار خیال بھی درحقیقت اسی فطرتی سوال کی ایک بگڑی ہوئی صورت ہے۔

مگر اس سوال کا جواب چنداں مشکل نہیں کیونکہ محولہ بالا آیت قرآنیہ میں اس کو نہایت ہی واضح الفاظ میں بیان کر دیا گیا ہے۔ آیت کریمہ کو پھر ایک بار پڑھ جائیے۔ صاف ظاہر ہے کہ جب خدا تعالیٰ کا جسمانی قانون نہیں بدلا تو روحانی قانون کیونکر بدل جائے۔ اسی کے ماتحت خدا تعالیٰ کی رحمت نے اس زمانہ میں، خوابیدہ اور دنیا سے رخصت ہو چکی حقیقی روحانیت کو پھر بیدار کرنے کے سامان کر دیئے۔ اور خدا تعالیٰ کے حکم سے قادیان کی سرزمین سے حضرت نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی مطابعت اور آپ کی غلامی میں حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے دنیا والوں کو روحانیت کے سچے سرچشمہ کی طرف دعوت دی۔ اور کہا کہ دنیا میں امن و امان قائم کرنے کے لئے پہلے دلوں کی صفائی کی ضرورت ہے۔

آپ نے قرآنی تعلیم کی روشنی میں اُن غلطی خوردہ مسلمانوں کے اس نظریہ کی تردید کی جو اسلام کی ایک امتیازی شان کو کم کرنے کا موجب ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خدا تعالیٰ کی طرف سے گویا الہام و کلام کا دروازہ بند ہو گیا۔ آپ نے انسان کی روحانی ترقی کے حقیقی اسباب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

> "قرآن شریف پر شریعت ختم ہو گئی مگر وحی ختم نہیں ہوئی کیونکہ وہ سچے دین کی جان ہے۔ جس دین میں وحی الٰہی کا سلسلہ جاری نہیں وہ دین مردہ ہے۔ اور خدا اس کے ساتھ نہیں۔"
>
> (کشتی نوح صفحہ ۲۲ حاشیہ)

> "یہ مت خیال کرو کہ خدا کی وحی آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے۔ اور روح القدس اب اتر نہیں سکتا بلکہ پہلے زمانوں میں ہی اتر چکا۔ اور میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہر ایک دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ مگر روح القدس کے اترنے کا کبھی دروازہ بند نہیں ہوتا تم اپنے دلوں کے دروازے کھول دو تا وہ ان میں داخل ہو تو اُس آفتاب سے خود اپنے تئیں دور ڈالتے ہو جبکہ اس شعاع کے داخل ہونے کی کھڑکی کو بند کرتے ہو۔ اے نادان اُٹھ اور اس کھڑکی کو کھول دے تب آفتاب خود بخود تیرے اندر داخل ہو جائے گا۔ جبکہ خدا نے دنیا کے فیضوں کی راہیں اس زمانہ میں تم پر بند نہیں کیں بلکہ زیادہ کیں تو کیا تمہارا ظن ہے کہ آسمان کے فیوض کی راہیں جن کی اس وقت تمہیں بہت ضرورت تھی وہ تم پیاس پر بند کر دی ہیں ہرگز نہیں بلکہ بہت صفائی سے وہ دروازہ کھولا گیا ہے۔"
>
> (کشتی نوح صفحہ ۲۲ و صفحہ ۲۳)

نہ صرف یہ بلکہ آپ نے اپنی بعثت کی غرض ہی دنیا میں روحانیت کا قیام قرار دی۔ اور فرمایا:۔

> "وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے۔ وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہو گئی ہے اس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو قائم کروں اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں اور وہ دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہو گئی ہیں ان کو ظاہر کر دوں اور وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اس کا نمونہ دکھلاؤں اور خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دعا کے ذریعہ سے نمودار ہوتی ہیں حال کے ذریعہ سے نہ محض قال کے ذریعہ سے ان کی کیفیت بیان کروں اور سب سے زیادہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک قسم کے شرک کی آمیزش سے خالی ہے جو اب نابود ہو چکی ہے اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگاؤں اور یہ سب کچھ میری قوت سے نہیں ہوگا۔ بلکہ اس خدا کی طاقت سے ہوگا جو زمین و آسمان کا خدا ہے۔"
>
> (لیکچر اسلام صفحہ ۳۴)

پس مبارک ہے وہ انسان جو اپنی روحانی ترقی کے لئے ادھر اُدھر تلاش کرنے کی بجائے اصل ذرائع کو عمل میں لاتا ہے۔ اور اُس تعلق کو قائم کرتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں وہ حقیقی خوشحالی نصیب ہوتی ہے جو دل کو دائمی اطمینان اور ابدی سرور بخشتی ہے!!

یوم التبلیغ

بتاریخ ۲۷ اپریل

جملہ جماعتہائے ہندوستان کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مورخہ ۲۷/۴/۵۸ کو یوم تبلیغ منایا جائے۔ اور اس روز خاص پروگرام کے ماتحت تمام احباب جماعت فریضۂ تبلیغ سرانجام دیں اپنے علاقہ کے مناسب حال انگریزی، اردو، ہندی، گورمکھی لٹریچر دفتر سے منگوا لیں۔ امید ہے کہ حتی الامکان جماعتیں مطبوعہ لٹریچر کا ڈاک خرچ خود برداشت کریں گی۔ البتہ جو جماعت فی الواقع اس کی استطاعت نہیں رکھتی اُس کی درخواست پر دفتر اپنے ہی خرچ پر لٹریچر بھجوا دے گا۔ نیز کوشش کی جائے کہ لٹریچر فروخت بھی ہو۔ اور اس کی قیمت امانت "ن" دعوۃ و تبلیغ میں جمع کرانے کے لئے قادیان بھجوائیں۔

(ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

خطبہ جمعہ

ہماری جماعت کے ہر فرد کو یہ عہد کر لینا چاہئے کہ اس نے بہر حال سچ بولنا ہے

اس دُنیا میں توحید کے بعد سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ سچ کو اختیار کیا جائے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۳۰ رجولائی ۱۹۵۴ء۔ بمقام ناصر آباد سندھ

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ مومنوں کو ایک نصیحت فرماتا ہے۔ کہ

کونوا مع الصادقین

تم راستبازوں کی جماعت میں شامل ہو جاؤ۔ قرآن کریم میں مع کا لفظ "سے" اور "میں" کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ توفنا مع الابرار یعنے اسے خدا ہمیں ابرار میں شامل کر کے وفات دیجئیو۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ابرار مریں تو ہم بھی مر جائیں۔ اسی طرح کونوا مع الصادقین کے یہ معنے نہیں کہ خود تو سچ نہ بولو لیکن سچوں کے ساتھ بیٹھا کرو۔ بلکہ اس کے معنے یہ ہیں کہ سچوں کی جماعت میں شامل ہو جاؤ۔

حقیقت میں توحید کے بعد سب سے بڑی نیکی

اور سب سے بڑا مشکل کام جو اس دنیا میں انسان کے سامنے پیش آتا ہے۔ وہ سچائی ہی ہے۔ ہزاروں انسان ایسے دیکھے جاتے ہیں۔ جو رحم کرنے والے بھی ہوتے ہیں۔ انصاف کرنے والے بھی ہوتے ہیں۔ لیکن جب انہیں گواہی دینی پڑے۔ اور وہ یہ دیکھیں۔ کہ اسکے نتیجہ میں ان کی اپنی ذات کو یا ان کے کسی رشتہ دار یا دوست کو نقصان پہونچے گا۔ تو وہ اس میں کچھ نہ کچھ تبدیلی کر دیں گے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس کا کچھ نہ کچھ باعث

آج کل کی اخلاقی حالت

بھی ہے۔ جن لوگوں کے سامنے واقعات بیان کئے جاتے ہیں۔ وہ سچ کی قیمت کو نہیں سمجھتے۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ اس نے جتنا سچ بولا ہے مجبوراً بولا ہے۔ ورنہ اور سچ بھی اس کے پیچھے ہے۔ مثلاً ایک شخص نے دوسرے کو تھپڑ مار دیا۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے تھپڑ اسے اس لئے مارا ہے کہ مجھے اشتعال آگیا تھا۔ لیکن اب بجائے اس کے کہ جج اس کی قدر کرے۔ اور کہے کہ اس نے سچ بولا ہے وہ کہتا ہے اس نے ضرور پانچ تھپڑ مارے ہوں گے صرف ایک تھپڑ کا اس نے اقرار کیا ہے۔ غرض جھوٹ دنیا میں اتنا سرایت کر گیا ہے کہ کیا جج اور کیا وکیل اور کیا دوسرے لوگ یہ نہیں سمجھتے کہ کوئی شخص سو فیصدی بھی سچ بول سکتا ہے۔ چونکہ ان کا اپنا ماحول ایسا ہوتا ہے۔ کہ انکے دوست اور رشتہ دار جھوٹ بولتے ہیں اسلئے اگر انکے سامنے کوئی سچ بولے تو اسکی قدر نہیں کی جاتی۔ وہ سمجھتے ہیں کہ جھوٹے لوگ ضرور بولتے ہیں۔ اسلئے اس نے بھی کچھ نہ کچھ جھوٹ ضرور بولا ہوگا

نتیجہ یہ ہوتا ہے

کہ سچ بولنے والا گھبرا جاتا ہے۔ اور گھبرا کر خود بھی جھوٹ بولنے لگ جاتا ہے۔ لیکن مومن کو یہ نہیں دیکھنا چاہیئے کہ اس کے گردو پیش کے لوگ کیا کہتے ہیں بلکہ اسے یہ دیکھنا چاہیئے کہ خدا کیا کہتا ہے۔ آخر ایمان کے کچھ نہ کچھ معنے تو ہونے چاہئیں۔ جب ایک شخص ایمان کیوجہ سے ساری دنیا سے لڑائی جھگڑا کرتا ہے۔ فساد مول لیتا ہے تو اسکے کچھ معنے تو ہونے چاہئیں۔ اور

ایمان کے کم سے کم معنے

یہ ہیں کہ ایک انسان یہ فیصلہ کرتا ہے کہ اسے خدا دوسری تمام چیزوں سے مقدم ہے۔ اب جن چیزوں کو وہ مؤخر قرار دیتا ہے۔ اگر ان کو مقدم کرنے لگ جائے۔ تو اس کا ایمان کہاں باقی رہتا ہے۔ ایک طرف خدا کہتا ہے کہ سچ بولو۔ اور دوسری طرف اس کے ساتھی کہتے ہیں کہ جھوٹ بولو چاہے منہ سے کہیں اور چاہے عمل سے کہیں دونوں طریق ہوتے ہیں۔ کبھی انسان دوسرے کو کہتا ہے کہ جھوٹ بولو۔ اور کبھی دوسرا جھوٹ بولتا ہے تو اسے منع نہیں کرتا اور اس طرح جھوٹ کی تائید کرنے والا بن جاتا ہے۔ بہرحال

خدا کا منشاء یہ ہے

کہ ہم سچ بولیں۔ اب اگر ہم جھوٹ بولیں۔ اور سچائی کو چھپائیں تو ہماری نگاہ میں خدا کی کوئی قدر نہ رہی یا یوں کہو۔ کہ ہم خدا کی بادشاہت کو قائم کرنے کی بجائے شیطان کی بادشاہت کو دنیا میں قائم کرنے والے بن جائیں گے۔

خدا کی بادشاہت

اس طرح تو قائم نہیں ہوگی۔ کہ لندن یا پیرس یا واشنگٹن یا نیویارک جیسا مقام آباد کیا جائے گا۔ ایک بہت بڑا تخت بچھایا جائے گا۔ اور پھر ایک بڑا تاج تیار کیا جائے گا جو جواہرات اور ہیروں سے مرصع ہوگا۔ اور پھر ایک دن مقرر کیا جائے گا جس میں اللہ تعالےٰ نے آسمان سے اترے گا۔ اُسے خلعت پہنایا جائے گا۔ اس کے سر پر تاج رکھا جائے گا اور اعلان کیا جائے گا کہ آج خدا کی حکومت دنیا میں قائم ہو گئی ہے۔ ہر عقلمند انسان سمجھ سکتا ہے۔ کہ یہ خدا سے تمسخر ہے اگر کوئی شخص کہتا ہے۔ کہ اس طرح

خدا کی بادشاہت

قائم ہوگی تو وہ دین کو کھیل بناتا اور ایک بہت بڑی معصیت کا ارتکاب کرتا ہے۔ ہم جو کہتے ہیں کہ دنیا میں خدا کی بادشاہت قائم ہو تو اس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ لوگ اس کی باتیں ماننے لگ جائیں۔ جب ہم کہتے ہیں کہ فلاں کی حکومت قائم ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ لوگوں پر اس کے احکام کی اطاعت فرض ہے۔ اگر لوگ اس کے احکام کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ تو حکومت کے افسر اور ذمہ دار کارکن اور جج سب اس کے مخالف ہو جاتے ہیں اور اُسے سزا دیتے ہیں۔ جب یہی بات خدا تعالےٰ کے متعلق ہو جائے تو اس کے معنے یہ ہوں گے کہ دنیا میں خدا تعالےٰ کی بادشاہت ہو گئی ہے جس طرح حکومت کہتی ہے کہ ٹیکس دو۔ اور لوگ ٹیکس دیتے ہیں۔ اور جو لوگ ٹیکس نہیں دیتے وہ پکڑے جاتے ہیں۔ افسران بالا تک رپورٹ کی جاتی ہے۔ کہ فلاں نے ٹیکس نہیں دیا۔ پھر تحصیلدار آتا ہے۔ اور اس پر ٹھپہ لگ جاتا ہے۔ ٹھپہ لگنے کے بعد وہ مجسٹریٹ کے سامنے پیش ہوتا ہے۔ اور وہ اُسے جرمانہ یا قید کی سزا دیتا ہے اسی طرح خدا تعالےٰ کی بادشاہت بھی اسی صورت میں قائم ہو سکتی ہے جب

اللہ تعالےٰ کے احکام کی اطاعت

کی جائے اور جو لوگ اُن احکام کی خلاف ورزی کریں اُن کے ہم مخالف ہو جائیں۔ خدا نے کہا ہے کہ سچ بولو۔ اب ہمارا فرض ہے کہ ہم سچ بولیں۔ اور جو شخص نہیں بولتا اس کے مخالف ہو جائیں۔ اور اس کا ساتھ دینے سے انکار کر دیں۔ جب باپ کو سرکاری ہتھکڑی لگ جاتی ہے تو کیا اس کے بیٹے کو کبھی جرأت ہوتی ہے کہ وہ اس ہتھکڑی کو اُتار دے۔ یہ جرأت کیوں نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ دنیا میں حکومت قائم ہوتی ہے۔ اور وہ سمجھتا ہے کہ اگر میں نے اس کے

احکام میں مداخلت

کی تو مجھے سزا دی جائے گی۔ لیکن خدا کے معاملہ میں لوگ بڑے اطمینان سے دوسرے کی تائید کرنے لگ جاتے ہیں۔ ایک جھوٹ بولے گا تو دوسرا اس کی تائید کرے گا۔ یا قاضی کے سامنے معاملہ جائے گا۔ تو بیٹا کہے گا کہ میرا باپ تو وہاں تھا ہی نہیں۔ وہ تو فلاں جگہ تھا۔ حالانکہ یہ بالکل جھوٹ ہوتا ہے۔ یہ جھوٹ کی تائید اسی لئے کی جاتی ہے۔ کہ خدائی ہتھکڑی کا خوف نہیں ہوتا اگر خوف ہوتا۔ تو اس کے احکام کی کیوں اطاعت نہ کی جاتی۔

غرض اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں نصیحت فرماتا ہے کہ کونوا مع الصادقین تم اپنے آپ کو صادقوں اور راستبازوں میں شامل کرو۔ اور

ہمیشہ سچ بولو

جب یہ روح کسی جماعت میں پیدا ہو جائے اور اس روح کا پیدا کرنا انسانوں کے اپنے اختیار میں ہے۔ فرشتوں نے یہ چیز پیدا نہیں کرنی تو پھر اس جماعت کا مقابلہ کرنا آسان نہیں ہوتا۔ اور یہ روح اسی صورت میں پیدا ہو سکتی ہے جب سچی گواہی دیتے وقت انسان نہ اپنے باپ سے ڈرے نہ اپنے بیٹے سے ڈرے۔ نہ ماں سے ڈرے۔ نہ بہن سے ڈرے۔ نہ بھائی سے ڈرے نہ دوست سے ڈرے اور نہ کسی اور رشتہ دار سے ڈرے۔ ایک باپ اگر

جھوٹ کی جرأت

کرتا ہے تو اسی لئے کہ وہ سمجھتا ہے میرا بیٹا میری تائید کرے گا۔ یا میری بیوی میری تائید کرے گی۔ لیکن اگر عدالت میں معاملہ پیش ہو۔ اور بیٹا کہے کہ یہ ہیں تو میرے باپ لیکن انہوں نے یہ بات کی ہے۔ بیوی کہے کہ یہ ہیں تو میرے خاوند لیکن انہوں نے یہ بات کی ہے تو دوسرے ہی دن وہ جھوٹ چھوڑ دیگا۔ وہ اگر جھوٹ بولتا ہے تو اس لئے کہ اس کے افعال پر پردہ پڑا رہے بھائی اسلئے جھوٹ بولتا ہے کہ دوسرا بھائی اس کی ہاں میں ہاں ملا دے گا۔ بیٹا اسلئے جھوٹ بولتا ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ میرا باپ میری تائید کرے گا۔ خاوند اس لئے جھوٹ بولتا ہے کہ سمجھتا ہے میری بیوی میرے عیب کو چھپائے گی۔ بیوی اگر جھوٹ بولتی ہے تو اس لئے کہ وہ سمجھتی ہے میرا خاوند میرا ساتھ دے گا لیکن اگر وہ

سچے مسلمان ہوں

اور کونوا مع الصادقین کے حکم پر چلنے والے ہوں تو باپ کے خلاف بیٹا گواہی دینے کے لئے کھڑا ہو جائے گا۔ اور خاوند کے خلاف بیوی گواہی دینے کے لئے کھڑی ہو جائے گی۔ اور وہ بالکل گھبرا جائے گا۔ اور کہے گا کہ ایسی حالت میں میرا جھوٹ بولنا بے فائدہ ہے۔ اور اس روح کا اپنے اندر

قائم کرنا کوئی بڑی بات نہیں۔ جب انسان ارادہ کرے تو پھر وہ بڑے سے بڑا کام بھی کر سکتا ہے۔ بلکہ عورتیں بھی اگر جرأت سے کام لیں تو وہ ایمان کا حیرت انگیز مظاہرہ کرتی ہیں۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں

ایک دفعہ ایک نوجوان رشتہ کرنے کا خواہشمند تھا۔ اُسے ایک لڑکی اپنے رشتہ کے لئے پسند آئی۔ اس نے لڑکی کے باپ سے جاکر کہا۔ کہ مجھے اور تو سب باتیں پسند ہیں۔ لڑکی میں تعلیم بھی ہے۔ اخلاق بھی ہیں۔ خاندانی وجاہت بھی ہے۔ مَیں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ ایک دفعہ لڑکی کو دیکھ لوں کیونکہ مَیں نے ساری عمر اس کے ساتھ نباہ کرنا ہے۔ یہ بات سُن کر لڑکی کا باپ خفا ہو گیا۔ اور اس نے کہا نکل جاؤ میرے گھر سے (پردہ کا حکم اُس وقت نازل ہو چکا تھا) وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اس نے یہ

تمام واقعہ بیان کیا

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پردہ کا حکم غیر عورتوں کے لئے ہے۔ شادی کے لئے اگر انسان اگر کسی لڑکی دیکھنا چاہے۔ تو دیکھ سکتا ہے۔ کیونکہ اس نے ساری عمر اس کے ساتھ رہنا ہوتا ہے۔ اُس نے لڑکی کے باپ کو جاکر کہا کہ مَیں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے بات کی تھی۔ آپ نے فرمایا ہے کہ لڑکی دیکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ اب چونکہ مسلمانوں میں پردہ کا رواج ہو چکا تھا۔ اسلئے انہیں یہ عجیب بات نظر آتی تھی۔ ورنہ پہلے تو عورتوں کا ناچنا اور گانا بھی اُنہیں بُرا نہیں لگتا تھا۔ بہرحال جب اُس نے کہا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے لڑکی کو دیکھنے کی اجازت دی ہے۔ تو اس نے کہا۔ کہ مَیں ایسا بے غیرت نہیں ہوں کہ اپنی لڑکی تجھے دکھا دوں۔ اندر اس کی لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔ اُس نے جب یہ سُنا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لڑکی کو دیکھ لینا جائز ہے اور اس کا باپ کہتا ہے کہ مَیں بے غیرت نہیں۔ تو چونکہ

اس کے اندر ایمان تھا

اُسے غصہ آیا اور وہ اپنا نقاب اُتار کر ننگے مونہہ اس کے سامنے آگئی۔ اور کہنے لگی۔ میرے باپ کا کیا اختیار ہے۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دیکھنا جائز ہے۔ تو یہ کون ہے روک ڈالنے والا۔ اس کی اس نیکی کا اس لڑکے پر اتنا اثر ہوا کہ اُس نے اپنا منہ پھیر لیا۔ اور وہ کہنے لگا۔ خدا کی قسم مَیں تیرے ساتھ بغیر دیکھے ہی شادی کروں گا۔ جس عورت نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بات کا اتنا احترام کیا ہے کہ اپنے باپ کو اُس نے ٹھکرا دیا ہے مَیں گناہ سمجھتا ہوں کہ اُس کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھوں۔

تو عورتیں بھی ایسا کرتی ہیں۔ صرف

ارادہ ہونا چاہیئے

اگر تم ارادہ کر لو تو تمہارے چھوٹے سے چھوٹے ارادہ سے ہی قوم کی حالت بدل سکتی ہے۔ اگر ہر بچہ۔ ہر بوڑھا۔ ہر جوان ہر مرد اور ہر عورت یہ عہد کرے کہ مَیں نے سچ بولنا ہے چاہے اس کے نتیجہ میں مَیں کسی مقدمہ میں پھنس جاؤں یا پھانسی پر چڑھ جاؤں تو تھوڑے دنوں میں ہی تم اپنے اندر ایک عظیم الشان تغیر محسوس کرنے لگو گے یہ مت خیال کرو کہ سچ بولنے پر پھانسی ملتی ہے۔ جو شخص سچ بولنے والا ہو وہ ایسے کام ہی نہیں کرتا جن کے نتیجہ میں اُسے پھانسی ملے۔ لیکن جھوٹ بولنے والا سمجھتا ہے کہ اگر مَیں نے جھوٹ بولا تو صاف بچ جاؤں گا۔ اس لئے وہ دلیری سے ایسے افعال میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ جن کا نتیجہ بعض دفعہ نہایت خطرناک ہوتا ہے۔ اور یا پھر سچ بولنے والا اُس وقت پھانسی چڑھتا ہے جب وہ سمجھتا ہے کہ اب

میرا مذہبی فرض

ہے کہ مَیں اپنی جان پیش کر دوں۔ پھر وہ دلیری کے ساتھ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے بے شک پھانسی دیدو۔ یاد رکھو قوم کی عزت کو اونچا کرنا افراد کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ اور سچ ایسی چیز ہے جس سے قوم کی عزت اور اس کا وقار قائم ہوتا ہے۔ اس میں نہ روپے کا سوال ہوتا ہے نہ علم کا سوال ہوتا ہے، نہ طاقت کا سوال ہوتا ہے، نہ کسی فن کے جاننے کا سوال ہوتا ہے۔ چندے کا سوال آئے تو غریب کہہ سکتے ہیں کہ ہم کہاں سے دیں۔ جہاد کا سوال آئے تو ناواقف لوگ کہہ سکتے ہیں کہ ہم لڑنا نہیں جانتے۔ علم کا سوال آئے تو بے علم لوگ کہہ سکتے ہیں کہ ہم کیا خدمت کر سکتے ہیں لیکن یہ

ایسا کام ہے

جس میں غریب اور امیر اور چھوٹے اور بڑے کا کوئی امتیاز نہیں۔ دنیا میں کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھے سچ بولنا آتا نہیں۔ کیونکہ سچ بولنا سکھایا نہیں جاتا بلکہ جھوٹ بولنا سکھایا جاتا ہے۔ اس وقت تم مسجد میں بیٹھے ہو اگر تم سے کوئی پوچھے کہ تم فلاں وقت کہاں تھے تو تم فوراً کہہ دو گے کہ ہم مسجد میں بیٹھے تھے۔ لیکن اگر تم جھوٹ بولنا چاہو تو تم سوچو گے کہ مَیں کس کا نام لوں اور کہوں کہ میں اس کے پاس بیٹھا تھا۔ پہلے ایک کا نام تمہارے ذہن میں آئے گا۔ پھر تم کہو گے کہ ممکن ہے وہ انکار کر دے۔ اس لئے کسی ایسے دوست کا نام لینا چاہیئے کہ جو میری تائید کرے۔ لیکن سچ کے لئے تمہیں کسی عذر کی ضرورت نہیں ہوگی۔ پس

سچ ایسی چیز ہے

جو کسی کو سکھایا نہیں جاتا۔ اور قوم کا ہر فرد اس نیکی کو بڑی آسانی کے ساتھ اپنے اندر پیدا کر سکتا ہے۔ خواہ کوئی کتنا غریب ہو، جاہل ہو، علوم و فنون سے ناواقف ہو وہ سچ بول سکتا ہے۔ اگر کہا جائے کہ نمازیں پڑھو تو بعض لوگ کہہ سکتے ہیں کہ ہمیں نماز نہیں آتی۔ ہمیں نماز سکھائی جائے۔ اگر کہا جائے کہ زکوٰۃ دو تو بعض لوگ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے پاس مال نہیں۔ اگر کہا جائے کہ دوسروں کو علم پڑھاؤ تو بعض لوگ کہہ سکتے ہیں کہ ہم خود جاہل ہیں۔ ہم کسی کو کیا پڑھائیں۔ اگر کہا جائے کہ لڑائی کیلئے چلو تو بعض لوگ کہہ سکتے ہیں کہ ہم لڑنا نہیں جانتے۔ لیکن اگر یہ کہا جائے کہ سچ بولو تو کوئی مرد اور کوئی عورت۔ کوئی بچہ اور کوئی بوڑھا۔ کوئی جوان۔ کوئی ادھیڑ یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھے سچ بولنا نہیں آتا غرضیکہ ایک ایسی چیز ہے کہ اس سے زیادہ آسان اور کوئی چیز نہیں۔ مگر قومیں اس کے لئے تیار نہیں ہوتیں۔

عجیب بات یہ ہے

کہ یورپ اور امریکہ کی قومیں دنیا کی دوسری اقوام سے اس بارہ میں بہت آگے ہیں۔ ان میں اکثر لوگ ذاتی معاملات میں سچ بولتے ہیں۔ گو قومی معاملات میں وہ بھی جھوٹ بول لیتے ہیں۔ اور کوئی کوئی مجرم ذاتی معاملہ میں بھی جھوٹ بول لیتا ہے۔ لیکن اکثریت سچ پر قائم رہتی ہے۔ اس کے نتیجہ میں ان کا رُعب بھی قائم ہے۔ اور اثر بھی ہے۔ لیکن ہمارا رعب اور اثر نہیں۔ مگر کم سے کم ہماری جماعت کو تو یہ مقام حاصل کرنا چاہیئے۔ اور سچ بولنے اور سچ کو قائم

یوم مصلح موعود کی مبارک تقریب پر قادیان میں لجنہ اماء اللہ کا جلسہ

اور

بچیوں کی کھیلوں کا پروگرام

(از محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان)

۲۰ فروری مقامی لجنہ اماء اللہ کی طرف سے یوم مصلح موعود کی مبارک تقریب ٹھیک اڑھائی بجے نصرت گرلز سکول میں شروع ہوئی جس میں قادیان کی تمام مستورات شامل ہوئیں۔ محترمہ عصمت بیگم صاحبہ نے تلاوت قرآن کریم خوش الحانی سے کی۔ پھر ناصرات الاحمدیہ کے گروپ نے حضرت مصلح موعود کے لئے دعائیہ نظم پڑھی۔ بعدازاں محترمہ رشید بیگم صاحبہ محترمہ اہلیہ صاحبہ حکیم خلیل احمد صاحب اور فاکسارہ نے پیشگوئی مصلح موعود کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ نیز ناصرات الاحمدیہ کی تین بچیوں امۃ اللطیف۔ حلیمہ بشریٰ لقا پوری جماعت ہفتم اور فیروزہ بیگم جماعت ششم نے بھی تقریریں کیں۔ تقریروں کے وقفوں میں رشیدہ بیگم عصمت بیگم، امۃ الرشید اور معراج سلطانہ صاحبہ نے حضرت مصلح موعود کی شان میں اور دعائیہ نظمیں پڑھیں۔ پانچ بجے جلسہ کی کارروائی خیر و خوبی کے ساتھ ختم ہوئی اور آخر میں حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت کاملہ اور درازیٔ عمر کے لئے بھی دعا کی گئی۔ بہت سی مستورات نے نقدی کی صورت میں حضرت مصلح موعود کا صدقہ دیا۔

کھیلوں کا پروگرام جلسہ کے بعد بچیوں کی کھیلوں کا پروگرام تھا۔ پرائمری اور مڈل کلاسز کی تمام بچیوں نے کھیلوں میں حصہ لیا۔ پروگرام خاصہ دلچسپ رہا۔ اول آنے والی بچیوں کو انعامات دیئے گئے۔ نیز اس موقعہ پر ناصرات الاحمدیہ قادیان کی اُن بچیوں کو بھی انعامات تقسیم کئے گئے۔ جو مرکز کی طرف سے لئے گئے "اسلام کی پہلی کتاب" کے امتحان میں اول اور دوئم آئی تھیں۔ کھیلوں کے بعد تمام بچوں میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ اس موقعہ پر لجنہ اماء اللہ کی طرف سے دوکان لگائی گئی تھی جس کا منافع مسجد ہالینڈ کے لئے بطور چندہ دیا گیا۔

الحمدللہ کہ ۲۰ فروری کا دن نہایت خوشی اور مسرت سے گذرا اور تمام مستورات اور بچیوں نے ذوق شوق سے اس میں حصہ لیا۔

لجنہ اماء اللہ شاہجہانپور کا جلسہ یوم مصلح موعود

۲۰ فروری کو زیر صدارت محترم بیگم صاحبہ حاجی عبد القدوس صاحب تلاوت قرآن کریم سے جلسہ کا افتتاح ہوا۔ چند ممبرات لجنہ اماء اللہ اور ممبرات ناصرات الاحمدیہ نے حضرت مصلح موعود کی شان مبارک میں نظمیں پڑھیں۔ بعدازاں اعجازی بیگم صاحبہ، امۃ الباری بیگم صاحبہ، طرفہ خاتون صاحبہ، مبارکہ مریم صاحبہ اور حفیظہ خاتون صاحبہ نے پیشگوئی مصلح موعود کے مختلف پہلوؤں پر مضامین پڑھے۔ آخر میں محترمہ صدر صاحبہ نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا اپنے دعوے مصلح موعود کے متعلق ہوشیارپور میں پرشوکت اعلان پڑھ کر سنایا۔ حاضرات نے بہت توجہ سے جلسہ سنا۔ دعا کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔

(اہلیہ محمد فاروق صاحب سیکرٹری لجنہ اماء اللہ شاہجہانپور)

جنوبی ہند کا تبلیغی دورہ

جماعت احمدیہ یادگیر (میسور سٹیٹ) کا سالانہ جلسہ

از مکرم مولوی شریف احمد صاحب فاضل امینی مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

جنوبی ہند کا تبلیغی دورہ حسب دستور سابق امسال بھی نظارت دعوۃ و تبلیغ نے دورہ کا پروگرام مرتب کیا جس کی اہم خصوصیت یہ تھی۔ کہ تبلیغی وفد میں مکرم بشیر احمد صاحب آرچرڈ (انگریز نو مسلم) مبلغ جزائر غرب الہند اور ملک شام کے رہنے والے مکرم سید سلیم حسن الجابی نامزد مبلغ لبنان بھی شامل تھے۔ مکرم آرچرڈ صاحب ۱۹۴۵ء میں قبول اسلام کے بعد داخل احمدیت ہوئے تھے۔ اور بعد ازاں انگلستان۔ سکاٹ لینڈ میں بطور مبلغ کام کرتے رہے اور آجکل جزائر غرب الہند میں تبلیغی فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ مکرم سید سلیم حسن الجابی صاحب ۱۹۴۸ء میں سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ آپ شام کے ایک ممتاز اور علمی خاندان سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ قبول احمدیت کے بعد آپ قریباً ۴½ سال ربوہ میں دینی تعلیم اور تبلیغی ٹریننگ حاصل کرتے رہے۔ اور اب لبنان کے لئے بطور مبلغ نامزد ہوئے ہیں۔ علاقہ جنوبی ہند کی بڑی خوش قسمتی ہے۔ کہ یہ مجاہدین اسلام اُن کے پاس تشریف لا کر اپنے زرین خیالات سے اور اپنے دینی و روحانی تجربات کے ذریعہ اسلام کی زندگی کا ثبوت پیش کر کے اُن کے ایمانوں میں تازگی پیدا کرنے کا باعث ہو رہے ہیں۔

معزز مہمانوں کی آمد اور استقبال یادگیر مکرم بشیر احمد صاحب آرچرڈ اور مکرم سید سلیم حسن الجابی صاحب ۱۸ر فروری کو قادیان سے روانہ ہوئے۔ اور ۲۰ر فروری کی صبح کو بمبئی پہنچ گئے۔ اور اسی شام کو بمبئی سے روانہ ہو کر ۲۱ر فروری کو ۱۲½ بجے بعد دوپہر یادگیر پہنچے۔ چونکہ اس دفعہ میں خاکسار شریف احمد امینی اور مکرم چوہدری مبارک علی صاحب مبلغ انچارج علاقہ میسور بھی شامل تھے۔ اس لئے ہم دونوں ۲۰ر فروری کو ہی یادگیر پہنچ گئے۔ تاکہ معزز مہمانوں کا استقبال کر سکیں۔ اور جلسہ کے انتظامات کی بھی نگرانی کر سکیں۔ شولاپور (جو بمبئی اور یادگیر کے درمیان ایک شہر ہے) سے مکرم مولوی سراج الحق صاحب مبلغ سلسلہ معزز مہمانوں کے ہمراہ ہی یادگیر آئے۔ یادگیر کے اسٹیشن پر مقامی جماعت احمدیہ نے مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب وکیل ہائیکورٹ کی زیر قیادت معزز مہمانوں کے استقبال کا انتظام کیا تھا۔ چنانچہ معزز مہمانوں کے گاڑی سے اترتے ہی سب افراد نے اھلاً و سھلاً و مرحبا کہا اور پھولوں کے ہار ڈالے۔ احباب جماعت سے تعارف کروایا گیا۔ پھر بذریعہ موٹر قیامگاہ کے لئے روانہ ہوئے۔ مسجد احمدیہ یادگیر کے پاس باقی احباب جماعت نے مکرم سیٹھ عبدالحی صاحب امیر جماعت کی زیر امارت معزز مہمانوں کا استقبال کیا۔ پھولوں کے ہار ڈالے۔ تمام احباب سے مہمانوں کا تعارف کروایا گیا۔ جملہ احباب نے مصافحہ کیا اور پھر نماز جمعہ کے لئے مسجد میں واپس چلے گئے۔

خطبہ جمعہ ۲۱ر فروری کو جمعہ تھا۔ احباب جماعت کی خواہش پر خطبہ جمعہ سید سلیم حسن الجابی صاحب نے اردو میں پڑھا اور نماز پڑھائی۔ آپ نے خطبہ جمعہ میں احباب کو تربیتی امور کی طرف توجہ دلائی۔ اور دیوانہ وار تبلیغ کرنے کی تلقین کی۔ تاکہ ان علاقوں میں احمدیت خوب ترقی کرے۔ اور لوگ جوق در جوق سلسلہ میں داخل ہوں۔

جلسہ سالانہ یادگیر پہلا دن یادگیر میں جلسہ کا پروگرام دو یوم کا تھا (یعنی ۲۱ر و ۲۲ر فروری ۱۹۵۸ء) جلسہ گاہ حسب دستور سابق کوتوالی بلدیہ کے بالمقابل میدان میں تیار کی گئی تھی۔ جھنڈیوں اور بجلی کے قمقموں سے اُسے آراستہ کیا گیا تھا۔ مستورات کے لئے پردہ اور لاؤڈ سپیکر کا انتظام تھا۔

۲۱ر فروری کو حسب پروگرام جلسہ کی کارروائی کا آغاز ۹ بجے شب تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ جو مکرم سید سلیم حسن الجابی نے کی۔ جلسہ کے شروع ہونے سے قبل ہی کافی دوست جلسہ گاہ میں پہنچ گئے تھے۔ تاکہ معزز مہمانوں کی تقاریر سن سکیں۔ اس اجلاس کی صدارت کے فرائض خاکسار نے سرانجام دیئے۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد عزیزم رشید احمد صاحب نے نظم خوش الحانی سے سنائی۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل نے افتتاحی تعارفی تقریر فرمائی۔ جس میں جلسہ سالانہ کے اغراض و مقاصد کو بیان کیا۔ اور حاضرین سے معزز مہمانوں کا تعارف کروایا۔ اور بتایا کہ مہمان احمدیت کی صداقت کا زندہ نشان ہیں۔ بعد ازاں مکرم سید سلیم حسن الجابی صاحب نے اس موضوع پر اپنی تقریر شروع کی۔

"میں نے احمدیت کو کیوں کر سچا اسلام مانا"

آپ نے پہلے چند منٹ عربی زبان میں تقریر فرمائی۔ اور پھر اس امر کے پیش نظر کہ حاضرین عربی زبان کو نہیں سمجھ سکتے۔ اردو میں تقریر شروع کی۔ اردو زبان بھی آپ نے ربوہ میں سیکھ لی ہے۔ اور اپنے مافی الضمیر کو اب اردو میں بھی اچھی طرح ادا کر سکتے ہیں۔ آپ نے اپنی تقریر میں بتایا۔ کہ جس طرح ایک زندہ انسان ہوتا ہے اور ایک مردہ۔ اسی طرح کوئی مذہب زندہ ہوتا ہے اور کوئی مردہ۔ زندہ مذہب وہ ہوگا جس میں زندگی اور حرکت ہو اور اُس کے ذریعہ سے دنیا میں انقلاب پیدا کیا جا سکے۔ اور خدا تعالےٰ سے بھی تعلق پیدا ہو جائے۔ دوران تقریر میں آپ نے بتایا۔ کہ علمی اور تجرباتی طور پر اسلام ہی "زندہ مذہب" کہلانے کا مستحق ہے۔ کہ اُس کے ذریعہ انقلاب پیدا ہوا۔ قوموں میں اتحاد پیدا ہوا۔ اور آج جبکہ مسلمانوں میں بھی تفرقہ ہے۔ اور عملی لحاظ سے مسلمان اسلامی تعلیم سے بیگانہ ہیں اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرما کر اسلام کی زندگی کا ثبوت مہیا فرمایا ہے۔ اور آج احمدیت ہی صحیح اسلام اور زندہ مذہب ہے۔ اور ہم نے اس کا تجربہ بھی کر کے دیکھ لیا ہے۔ آپ نے حاضرین کو احمدیہ جماعت کے لٹریچر کے مطالعہ اور تحقیق حق کرنے کی پُر زور الفاظ میں تحریک فرمائی۔ آپ نے تقریباً ۴۵ منٹ تک اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔

جناب سلیم الجابی کے بعد مکرم بشیر احمد صاحب آرچرڈ نے "Why I [illegible] in Islam" کے موضوع پر تقریر شروع کی۔ آپ نے بھی پہلے چند منٹ اردو میں اس امر کو بیان کیا کہ آپ نے کس طرح اسلام کو قبول کیا۔ اور بتایا کہ آپ جب ۱۹۴۴ء میں برما فرنٹ پر فوجی خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ تو آپ کی ملاقات ایک احمدی فوجی سے ہوئی۔ جس نے آپ کو اسلام کا لٹریچر دیا۔ اور پھر قادیان جانے کی بھی تحریک کی۔ چنانچہ آپ ۱۹۴۵ء میں کچھ عرصہ کی رخصت ملنے پر صرف دو یوم کے لئے قادیان گئے۔ وہاں آپ کی ملاقات حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ اور دیگر بزرگان سلسلہ سے ہوئی۔ احباب قادیان کے اخلاق و کردار اور اسلامی افکار سے آپ بہت متاثر ہوئے۔ اسلامی لٹریچر کا بعد میں مطالعہ کیا۔ بالآخر آپ نے ۱۹۴۵ء میں اسلام قبول کر لیا۔ جب آپ کو فوجی خدمات سے فارغ کر دیا گیا۔ آپ قادیان آئے۔ پھر اپنے وطن انگلستان کو گئے۔ اور اب بارہ سال کے عرصہ میں انگلستان سکاٹ لینڈ اور جزائر غرب الہند میں تبلیغ اسلام کے کام پر مامور ہیں۔ کیونکہ آپ نے اپنی زندگی اسلام کی تبلیغ کے لئے وقف کی ہوئی ہے۔ اس کے بعد آپ نے انگریزی زبان میں تقریر کرتے ہوئے مندرجہ بالا کوائف کو بیان کیا۔ نیز بتایا۔ کہ جب میں مسلمان نہیں ہوا تھا۔ تو اسلام کے بارہ میں میں نے مختلف اعتراضات پڑھے اور سُنے تھے۔ کہ اسلام تلوار سے پھیلا۔ اور نعوذ باللہ بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کی زندگی پاکیزہ نہ تھی۔ مگر جب میں نے خود اسلام کا لٹریچر پڑھا۔ اور سلسلہ احمدیہ کے بزرگان سے ملا۔ تبادلۂ خیالات کیا۔ تب مجھ پر حقیقت کھلی۔ کہ اسلام تو امن و صلح کا علمبردار ہے۔ اس کا نام "اسلام" ہی صلح کی طرف اشارہ کرتا ہے اور بانیٔ اسلام صلعم کی زندگی نہایت ہی پاکیزہ اور عمدہ خصائل کا مجموعہ تھی۔ اور آپ ہی تمام انسانی نسل کے لئے نیک اور مکمل نمونہ ہیں۔ اور اپنی تقریر میں آپ نے اسلام کے ارکان اور اُن کا فلسفہ بھی بیان فرمایا جس نے آپ کو متاثر کیا۔ اور اسلام کے قبول کرنے کا باعث بنا نیز بتایا کہ احمدیت کے ذریعہ مجھے اسلام کی سب سے بڑی خوبی یہ معلوم ہوئی۔ کہ اسلام خدا اور بندے کے درمیان زندہ تعلق پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالےٰ دعاؤں کو سنتا اور جواب دیتا ہے۔ چنانچہ قادیان کے جن بزرگان سے آپ ملے آپ نے اُن کے چہروں پر نور دیکھا اور اُن کو بلند اخلاق پایا۔ جو اسلام کی برکات کا عملی نمونہ تھے۔ پس آپ اسلام کی پاکیزہ و مکمل تعلیم۔ قرآن مجید کی زندہ اور محفوظ کتاب کو دیکھ کر۔ اسلامی ارکان کی حقیقی دلکشی مساوات و اخوت کو محسوس کر کے اسلام میں داخل ہو گئے اور آج اسی مذہب کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے کے لئے کوشاں ہیں۔

مسٹر بشیر احمد صاحب آرچرڈ کی انگریزی تقریر کا ترجمہ مکرم چوہدری مبارک علی صاحب نے پیش کیا۔

بالآخر خاکسار نے عرض کیا۔ کہ مذہب کا نقطہ مرکزی خدا تعالےٰ کی ذات ہے۔ اور مذہب کی تعلیم کا مقصود خدا تعالےٰ سے تعلق پیدا کرنا ہے۔ اس زمانہ میں اسلام اس امر کا مدعی ہے کہ اُس کی تعلیم کی اتباع کے نتیجہ و برکت میں انسان خدا تعالےٰ کا قرب حاصل کر سکتا ہے۔ چنانچہ اس زندگی کے ثبوت کے لئے اللہ تعالےٰ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو مبعوث فرمایا۔ آپ کو مکالمہ مخاطبہ سے مشرف فرمایا۔ ان الہامات میں سے بعض یہ ہیں۔

"I shall give you a Large party of Islam"

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

"یصلون علیک ابدال الشام"۔ کہ آپ پر شام کے ابدال اور نیک لوگ درود و سلام بھیجیں گے۔

مندرجہ بالا انگریزی اور عربی الہامات اس امر کی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ انگریزی اور عربی زبان کے علاقوں کے لوگ اسلام میں اور آپ کے سلسلہ میں داخل ہوں گے۔ اور بانی سلسلہ احمدیہ کی تبلیغ دور دراز ممالک میں پھیل جائے گی۔ چنانچہ مندرجہ بالا الہامات نہایت شان سے پورے ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ مکرم بشیر احمد صاحب آرچرڈ انگریز اور سید

سلیم حسن الجابی شامی الہامات کی صداقت کے زندہ گواہ اس مجلس میں موجود ہیں۔ پس یادگیر کے غیر مسلم اور غیر احمدی احباب بھی سنجیدگی و محبت سے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے دعاوی اور دلائل پر غور کریں۔ اور اللہ تعالےٰ سے دعائیں کریں۔ تاکہ حق اُن پر کھل جائے۔

جلسہ ۱۱½ بجے رات برخواست ہوا۔ اس اجلاس میں ہر مذہب و ملت اور مختلف طبقات کے لوگ شامل تھے۔ جو آخر وقت تک نہایت توجہ سے جلسہ کی کارروائی کو سنتے رہے۔ صرف مردوں کی حاضری قریباً ڈیڑھ ہزار افراد پر مشتمل تھی۔

جلسہ سالانہ یادگیر کا دوسرا دن ۲۲ فروری ۱۹۵۸ء

ٹی پارٹی کا التوا جماعت احمدیہ یادگیر نے ۲۲ فروری کی شام کو ۵ بجے معزز مہمانوں کے اعزاز میں "دعوت چائے" کا انتظام کیا تھا مگر ۲۲ فروری کی صبح کو ہی مولانا آزاد وزیر تعلیم حکومت ہند کی وفات کی اچانک اطلاع یادگیر پہنچی۔ اظہار غم کے لئے دفتر اور سکولوں میں تعطیل ہوگئی اور بازار بھی بند رہے۔ اسی ضمن میں مجوزہ ٹی پارٹی کو بھی مجبوراً ملتوی کرنا پڑا۔

دوسرا اجلاس حسب اعلان و پروگرام دوسرا اجلاس ۲۲ فروری کی شب کو ۹½ بجے زیر صدارت مکرم سیٹھ معین الدین صاحب آف چنتہ کنٹہ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن سید سلیم حسن الجابی نے کی اور عزیزم رحمت اللہ صاحب غوری نے نہایت خوش الحانی سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک نظم سنائی۔ تلاوت و نظم کے بعد

قرارداد تعزیت مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل نے جماعت احمدیہ یادگیر کی طرف سے مولانا ابو الکلام آزاد وزیر تعلیم حکومت ہند کی وفات پر اظہار افسوس کے لئے قرارداد تعزیت پیش کی۔ جو بالاتفاق منظور ہوئی۔ اور فیصلہ کیا گیا کہ اس قرارداد تعزیت کی نقول حکومت ہند، پریس اور مولانا مرحوم کے عزیزوں کو بھجوائی جائیں۔

تقاریر بعد ازاں مکرم مولوی سراج الحق صاحب مبلغ شولا پور نے ۲۵ منٹ تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر تقریر کی۔ قرآن مجید اور تحقیقاتی دلائل سے ثابت کیا۔ کہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام اپنے دعوے میں سچے ہیں۔ آپ کے بعد خاکسار امینی نے اُن اختلافی مسائل پر قرآن مجید اور احادیث کی روشنی میں تقریر کی۔ جو ہمارے اور مسلمانوں کے دوسرے فرقوں کے درمیان مابہ النزاع ہیں۔ اور بتایا۔ کہ قرآن مجید اور احادیث نبویہ کی رو سے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔ نہ وہ بجسدہ العنصری آسمان پر گئے اور نہ ہی دوبارہ واپس آئیں گے۔ امت محمدیہ خیر امت ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی برکت سے اس امت محمدیہ میں صالح۔ شہید۔ صدیق اور نبی ہوسکتے ہیں۔ ہاں ایسا کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ جو آنحضرت صلعم کی اطاعت سے دور اور فیضان سے محروم ہو۔ نیز علامات ماثورہ کے مطابق حضرت مرزا صاحب ہی مہدی و مسیح اور مجدد زمان ہیں۔ آپ کی شاندار کامیابی، مخالفین کی ناکامی۔ الہامات کا پورا ہونا آپ کی صداقت کے روشن ثبوت ہیں

خاکسار کے بعد مکرم بشیر احمد صاحب آرچرڈ نے انگریزی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے دلائل بیان فرمائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاکیزہ زندگی آپ کا بے نظیر عربی کتب تحریر کرنا اور باوجود تحدّی و چیلنج کے مخالفین کا اُن کے مقابلہ سے عاجز آنا۔ آپ کی تبلیغ کا زمین کے کناروں تک پھیلنا اس امر کے ثبوت ہیں کہ حضرت مرزا صاحب اپنے دعوئے مہدویت و مسیحیت میں صادق ہیں۔

آپ کی انگریزی تقریر کا اردو ترجمہ مکرم مولوی عبد اللہ صاحب بی۔ ایس سی حیدرآباد نے پیش کیا۔

مسٹر آرچرڈ کے بعد مکرم چوہدری مبارک علی صاحب فاضل فی التفسیر مبلغ انچارج میسور اسٹیٹ نے جماعت احمدیہ کے "مستقبل" پر تقریر فرمائی۔ دوران تقریر میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اُس کشف کا ذکر فرمایا۔ جس میں حضور نے دیکھا تھا کہ لنڈن میں ایک منبر پر آپ نے تقریر فرمائی۔ اور پھر سفید پرندے پکڑے جس کی یہ تعبیر فرمائی۔ کہ انگریز لوگ اسلام کو قبول کریں گے۔ چنانچہ مسٹر آرچرڈ اس کشف کی زندہ تصدیق ہیں۔ نیز آپ نے جماعت احمدیہ کے مستقبل اور شاندار ترقی کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عبارات اور الہامات بھی سنائے۔

چوہدری صاحب کے بعد مکرم سید سلیم حسن الجابی صاحب نے اردو میں "صداقت احمدیت" پر تقریر فرمائی۔ اور بتایا کہ میں نے احمدیت میں زندگی و حرکت دیکھی ہے۔ احمدیت زندہ خدا کو پیش کرتی ہے۔ جو آج بھی کلام کرتا ہے اُس کے فرشتے آج بھی نیک بندوں پر نازل ہوتے ہیں۔ احمدی اپنی مشکلات میں خدا کی طرف جاتے ہیں نہ کہ حکام کے پاس۔ کیونکہ اُن کو یقین ہے کہ خدا تعالیٰ دعائیں سنتا ہے۔ اور وہی اُنکی مشکلات دور کرسکتا ہے مگر بعض مسلمان جماعتیں یہ مانتی ہیں کہ خدا کی وحی کا دروازہ بند ہوگیا ہے۔ خدا تعالےٰ کی صفت "تکلم" کا بند ہوجانا خدا کی شان بزرگ و برتر کے خلاف ہے، مگر احمدیت ایک زندہ خدا کو پیش کرتی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اس ثبوت کے لئے پیش کیا۔ آپ کے الہامات کا پورا ہونا اس دعویٰ کی صداقت کے گواہ ہیں۔ نیز میں نے احمدیوں میں خدمت دین اور اشاعت اسلام کا جوش پایا۔ یہ جذبہ قربانی اور تعلق باللہ اس سلسلہ کی حقانیت کا ثبوت ہے نیز حاضرین کو تحریک کی۔ کہ جب ہندوستان سے ۲۲ ہزار میل سے دور رہنے والے آرچرڈ اور خاکسار شامی نے احمدیت کو سچا مان کر قبول کر لیا ہے۔ تو آپ ہندوستان کے رہنے والے جہاں وہ مہدی مسیح ہیں۔ کیوں غور نہیں کرتے۔ اللہ تعالےٰ سے دعائیں کریں۔ اللہ تعالےٰ حق کے قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بالآخر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل نے مقررین حکام اور حاضرین کا شکریہ جماعت احمدیہ کی طرف سے ادا کیا۔ دعا کے بعد جو صدر جلسہ نے کروائی جلسہ کی کارروائی ۱۱½ بجے رات اختتام پذیر ہوئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

تبلیغی وفد کا دورہ جنوبی ہند

جماعت احمدیہ حیدرآباد سکندرآباد کا اٹھواں جلسہ سالانہ

از مکرم مولوی شریف احمد صاحب فاضل امینی مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

روانگی تبلیغی وفد از یادگیر جلسہ جماعت احمدیہ یادگیر ۲۱ و ۲۲ فروری کو تھا۔ ۲۳ فروری کی صبح کو تبلیغی وفد بذریعہ ریل حیدرآباد کے لئے روانہ ہوا۔ اور شام کے ۵½ بجے حیدرآباد پہنچا۔ اسٹیشن پر محترم سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد و مکرم احمد حسین صاحب نائب امیر حیدرآباد مع احباب جماعت استقبال کے لئے موجود تھے۔ ارکان وفد کو پھولوں کے ہار پہنائے گئے۔ مقامی جماعت کے فیصلہ کے مطابق ارکان وفد کو سکندرآباد میں محترم سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کے مکان پر ٹھہرایا گیا۔

جلسہ حیدرآباد جماعت احمدیہ حیدرآباد کا سالانہ جلسہ "احمدیہ جوبلی ہال" افضل گنج حیدرآباد میں ۲۳ فروری کی شب کو ۷ بجے تا ۱۰ بجے شب منعقد ہوا۔ صدارت کے فرائض مکرم جناب سید بشارت احمد صاحب ایڈووکیٹ نے انجام دیئے تلاوت و نظم کے بعد مکرم حکیم محمد دین صاحب مبلغ جماعت احمدیہ حیدرآباد نے افتتاحی تقریر فرمائی۔ جس میں جلسہ کے اغراض و مقاصد کو بیان کرتے ہوئے ایمان و عمل کی اہمیت کو بیان فرمایا۔ محترم حکیم صاحب کے بعد مکرم مولوی عبد اللہ صاحب بی۔ ایس سی نے تقریر فرمائی۔ آپ نے اپنی تقریر میں معزز مہمانوں مکرم بشیر احمد صاحب آرچرڈ اور مکرم سید سلیم حسن الجابی شامی کا حاضرین سے تعارف کرایا اور ضمناً عقیدہ حیات مسیح ناصری علیہ السلام کے نقائص اور اس عقیدہ کے بطلان کے دلائل بیان فرمائے۔

محترم عبد اللہ صاحب کے بعد خاکسار شریف احمد امینی نے "زندہ مذہب" کے عنوان پر تقریر کی۔ اور بتایا کہ زندہ مذہب صرف اسلام ہے۔ زندہ کتاب صرف قرآن مجید ہے اور زندہ رسول صرف حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیونکہ آنحضرت صلعم کی اتباع و فرمانبرداری اور اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی برکات اور رحمتیں انسان پر نازل ہوتی ہیں۔ اور اس مادیت و الحاد کے زمانہ میں اسلام کی زندگی کا ثبوت دینے کے لئے اللہ تعالےٰ نے حضرت مرزا صاحب بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو مبعوث فرمایا۔ اور آپ کو الہامات و رویاء اور کشوف سے مشرف فرمایا۔ جماعت احمدیہ کی ترقی کی بشارتیں دیں۔ چنانچہ آپ کے دعویٰ مسیحیت کے بعد ۶۰ سال کے عرصہ میں ہی ہم اُن پیشگوئیوں اور اخبار غیبیہ کا پورا ہونا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اور یہ اسلام کی زندگی اور حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کی صداقت کی روشن دلیل ہیں۔ اور معزز مہمان یعنی بشیر احمد صاحب آرچرڈ اور محترم سید سلیم حسن الجابی صاحبان ہر دو زندہ گواہ حیدرآباد میں آپ کے سامنے موجود ہیں۔

خاکسار کے بعد محترم سید سلیم حسن الجابی صاحب نے اردو زبان میں تقریر فرمائی۔ آپ نے بتایا اگرچہ میری مادری زبان عربی ہے۔ مگر میں نے ربوہ میں اردو زبان بھی سیکھ لی ہے۔ چونکہ حاضرین عربی نہ سمجھ سکیں گے۔ اس لئے اردو میں تقریر کرتا ہوں۔ اس وقت دنیا میں بعض مادی تحریکات ہیں۔ یعنی کمیونزم۔ امپیریلزم وغیرہ جو دنیوی مشکلات کو دور کرنا چاہتی ہیں اور کچھ مذہبی تحریکات ہیں جو مسلمانوں کی ترقی و اصلاح کا پروگرام پیش کرتی ہیں۔ مگر نہ دنیا کی مشکلات کا حل ہوسکتا ہے۔ اور نہ مسلمانوں کی اصلاح ہوسکتی ہے۔ جبتک کہ خدا تعالےٰ اپنی سنت کے مطابق اپنی طرف سے کوئی انتظام نہ کرے۔ جیسا کہ وہ شروع دنیا سے انبیاء و مرسلین بھیج کر کرتا رہا ہے۔ آپ نے اپنی تقریر میں بتایا کہ جس طرح جسم کے قیام کے لئے خدا تعالےٰ نے مادی اشیاء پیدا فرمائیں۔ اسی طرح نفس و عقل اور روح کی بقا کے لئے وحی و الہام کا سلسلہ جاری فرمایا ہے۔ خدا کی وحی کے بغیر بھی دنیا روحانی اعتبار سے زندہ نہیں رہ سکتی۔ آپ نے بتایا۔ کہ اگر کسی شخص کا مکان خطرہ کی حالت میں ہو اور وہ گرنے کے قریب ہو۔ تو مالک مکان فوراً اُس کی مرمت و اصلاح کی طرف توجہ کرتا ہے۔ تو کیا اسلام کا مالک خدا مسلمانوں کی اس تفرقہ بازی پستی و ذلت کو دیکھ کر اُس کی اصلاح و ترقی کا کوئی سامان نہ کرے گا۔ اُس کا وعدہ ہے۔ کہ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون۔ کہ ہم نے اسلام کو بھیجا ہے ہم ہی اُس کے محافظ ہیں۔ نیز آنحضرت صلعم نے اُمت محمدیہ میں ہر صدی کے سر پر مجدد (باقی حصہ پر)

چودھویں صدی

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

(۲)

چودھویں صدی ایک مشہور و معروف صدی ہے۔ اور عام طور پر لوگوں کا خیال ہے کہ اس صدی میں ایک قیامت برپا ہونے والی ہے بعض تو یہاں تک کہتے ہیں کہ چودھویں صدی کے بعد دنیا کا خاتمہ ہی ہونے والا ہے۔

ہیلی کا دمدار ستارا ۱۹۱۰ء میں جب ہیلی کا دمدار ستارہ نمودار ہوا تو اس کے متعلق ہیئت دانوں نے انکشاف کیا کہ یہ دمدار ستارہ ہماری زمین کے مدار سے بھی گزرنے والا ہے۔ اور اس دن زمین اور دمدار ستارہ میں تصادم ہونے والا ہے یقیناً یہ ایک بڑی خوفناک خبر تھی۔ ہیئت دانوں کے اس انکشاف سے ساری دنیا میں خوف و ہراس کی ایک لہر دوڑ گئی۔ لیکن فلکیوں کے اس انکشاف سے عوام جس طرح متاثر ہوئے۔ اس سے فلکیوں کو بڑا تعجب ہوا۔ جب انہوں نے اس تاثیر کی وجہ دریافت کی تو معلوم ہوا کہ دراصل عوام اپنے اپنے مذاہب کی پیشگوئیوں کے باعث فلکیوں کے اس انکشاف پر اتنی جلد ایمان لے آئے۔ ہر مذہب میں اس صدی کے متعلق یہ پیشگوئی پائی جاتی ہے کہ اس صدی میں ایک قیامت برپا ہونے والی ہے۔ مسلمان، ہندو، عیسائی یہودی سبھی اس عقیدے پر متفق نظر آتے ہیں۔ اس لئے ہیلی کے دمدار ستارے کی خبر سے عوام فوراً خوف زدہ ہو گئے۔ انہوں نے سمجھا کہ شاید وہ ساعت موعود آ گئی۔ ہیئت دانوں نے جو پیشگوئی کی تھی وہ بھی غلط نہیں تھی۔ واقعی ہماری زمین ۱۸ مئی ۱۹۱۰ء کو دمدار ستارے کی دم سے ٹکرائی۔ مگر کسی صدمہ کے بغیر گزر گئی۔ اس دن فلکیوں کو معلوم ہوا کہ دمدار ستارے کی دم لطیف گیس کی ہوتی ہے۔ اگر اس میں کثافت ہوتی تو زمین اسی دن درہم برہم ہو جاتی اور قیامت کبریٰ آ جاتی۔

درس عبرت ہیلی کے دمدار ستارے اور زمین کے تصادم نے اہل مذاہب کو اس طرف متوجہ کیا کہ ان کے ذہن میں چودھویں صدی کا جو نقشہ ہے وہ غلطیوں سے پاک نہیں ہے۔ اگر اہل مذاہب چاہتے تو اسی دن سمجھ لیتے کہ چودھویں صدی میں جو قیامت آنے والی ہے وہ دراصل مقابلۂ شیطان کے لئے ایک ملکوتی قوت کے نزول کی خبر ہے۔

شہرت کی وجہ؟ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر چودھویں صدی کی اتنی شہرت کیوں ہے؟ اور ہر قوم و ملت میں اس کا چرچا کیوں پایا جاتا ہے؟ تو اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ ہر مذہب کے نوشتوں نے کچھ ایسی باتیں بیان کی ہیں جو اس صدی میں صاف نظر آ رہی ہیں پہلے ہم اسلامی آثار کو لیتے ہیں۔

اسلامی نوشتے قرآن پاک احادیث شریف میں ایک عظیم الشان انقلاب کی خبر دی گئی ہے۔ ایسا انقلاب کہ اس کی نظیر تاریخ عالم میں نہیں ملتی۔ حضرت نوح کے وقت سے تیرھویں صدی ہجری تک کی آنکھوں نے اس زمانے کی مثال نہیں دیکھی یعنی خروج دجال۔ فتنۂ یاجوج و ماجوج اور فساد دابۃ الارض وغیرہ۔ اور پھر نہایت بسط و تفصیل سے اس کی علامات بیان کی گئی ہیں۔ اہل نظر علماء نے جب اس کے زمانہ وقوع کا پتہ لگایا تو سبھوں کی نظر چودھویں صدی پر پڑی سبھوں نے اسی کو شیطانی و ملکوتی کشمکش کا منتہیٰ قرار دیا۔

زمانہ تدبیر امر قرآن پاک کی آیت یدبر الامر من السماء الی الارض ثم یعرج الیه فی یوم کان مقداره الف سنة مما تعدون۔ ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ آسمان سے زمینی امور کا بندوبست کرتا ہے۔ پھر وہ آسمان کی طرف چڑھ جاتا ہے ایک دن میں جو تمہاری گنتی کے مطابق ایک ہزار سال کے برابر ہے۔ علماء نے جب مجتہدانہ بصیرت سے اس آیت پر نظر ڈالی تو وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں اصلاح و فساد کے دو زمانوں کا ذکر کیا ہے۔ تدبیر امر زمانہ اصلاح ہے۔ اور عروج الی السماء زمانہ فتنہ و فساد ہے۔ گویا سنت الٰہی ہے کہ دنیا میں ہمیشہ یہ دونوں دور آتے رہتے ہیں۔ تدبیر امر بعثت انبیاء کا زمانہ ہوتا ہے۔ اور لگ بھگ تین سو برسوں تک چلا جاتا ہے۔ اس کے تین سو برسوں تک دراز ہونے کی یہ دلیل ہے کہ ایک مرتبہ ایک یہودی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قرآن کریم کے حروف مقطعات الٓمّ سے اس پر استدلال کیا کہ اسلام کے حقیقی عروج و ترقی کا زمانہ ۲۷۱ سال ہے۔ اس کا یہ استدلال قاعدہ ابجد کے ماتحت تھا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ استدلال [illegible] اور خاموشی اختیار کی یعنی اس کی تصدیق کی۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ ایک مرتبہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوائل اسلام کی تین صدیوں کا ذکر فرمایا اور انہیں سب سے بہتر صدیاں قرار دیا۔ آپ کا ارشاد ہے:۔

خیر القرون قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم۔

یعنی بہترین صدی میری صدی ہے اس کے بعد اور دو صدیاں جو اس سے ملتی ہیں۔

ان روایات سے مستنبط ہوتا ہے کہ زمانۂ تدبیر امر تین سو برس تک دراز ہوتا ہے

زمانہ عروج الی السماء اس کے بعد عروج الی السماء کا زمانہ شروع ہوتا ہے۔ اس زمانے کی خود اس آیت نے تعیین کر دی۔ اور فرمایا کہ یہ انسانی گنتی سے ایک ہزار سال کا زمانہ ہوتا ہے اس طرح اہل نظر علماء نے استدلال کیا کہ تدبیر امر اور عروج الی السماء کا زمانہ تیرہ سو برسوں کا زمانہ ہے۔ اس کے بعد چودھویں صدی میں پھر اسی سنتِ الٰہیہ کا احیاء ہونا چاہئیے۔ اور پھر خدا کی طرف سے تدبیر امر کا بندوبست ہونا چاہیئے۔ مسلمانوں نے اسے ہی قیامت سے تعبیر کیا اور عام طور پر مشہور ہو گیا کہ اس صدی میں قیامت آنے والی ہے۔ اور سچ پوچھئے تو جب خدا کی طرف سے تدبیر امر کا بندوبست ہوتا ہے تو ایک قیامت ہی برپا ہوتی ہے۔ نبی ایک صور پھونکتا ہے۔ مردے زندہ ہوتے ہیں نیکی اور بدی کی طاقتیں متصادم ہوتی ہیں۔ اور دونوں کا حشر سامنے آ جاتا ہے۔

آیت مذکورہ بالا کے علاوہ ایک حدیث شریف بھی ہے۔ جس سے علماء نے چودھویں صدی پر استدلال کیا ہے۔ وہ حدیث یہ ہے الآیات بعد المأتین۔ یعنی نشانیاں دو سو برسوں کے بعد ظاہر ہونے لگیں گی۔

سلسلہ احناف کے مشہور عالم ملا علی قاری نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے۔ کہ اس میں الف لام عہد خارجی کا ہے اور اس طرف اشارہ ہے کہ آثار قیامت ایک ہزار دو سو سالوں کے بعد ظاہر ہونے لگیں گے۔

تاریخی تصدیق ان علماء نے جو استدلال کیا۔ وہ تاریخ واقعات کی دنیا میں بالکل درست نکلا۔ اسلام سچ مچ ۲۷۰ھ تک اندرونی و بیرونی طور پر ترقی کرتا گیا۔ اور دشمنوں کی کوئی طاقت اس کو نقصان نہیں پہنچا سکی۔ لیکن جب ۲۷۱ھ آئی تو دو مسلم بادشاہوں نے ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کے لئے دو عیسائی بادشاہوں سے معاہدے کئے۔ اسپین کے بادشاہ نے خلیفۂ بغداد کے خلاف یورپ سے معاہدہ کیا۔ اور خلیفۂ بغداد معتضد نے شاہ اسپین کے خلاف قیصر روم سے معاہدہ کیا۔ ٹھیک قرآنی پیشگوئی کے مطابق عالم اسلام میں یہ خون کے آنسو رلانے والے واقعے رونما ہوئے۔ اور ان سے اسلام پر دورِ تنزل کا آغاز ہوا۔ اسی کو قرآن پاک نے عروج الی السماء کا زمانہ کہا ہے۔ جو ایک ہزار برس تک دراز ہے۔ اس کے بعد دجال اور یاجوج ماجوج کی طاقتوں نے مسلمانوں پر حملے شروع کئے۔ ہندوستان میں انگریزوں نے ۱۷۵۷ء تک اتنی طاقت حاصل کر لی۔ کہ جنگ پلاسی میں مسلمانوں کو شکست فاش دیدی۔ اور بنگال کی دیوانی اپنے ہاتھ میں لے لی۔ اور پھر ۱۸۵۷ء میں ہندوستان کی عنان حکومت سنبھال لی۔

غرض خدا نے جو فرمایا تھا کہ تیرہ سو سالوں میں مسلمانوں پر بالکل زوال آ جائے گا بحقیقت مشاہدے کی دنیا میں بالکل صحیح ثابت ہوا۔ اور اسی تاریخ و اندازے کے مطابق ہوا جس کی قرآن کریم نے پیشگوئی کی تھی۔

کسوف و خسوف چودھویں صدی کی شہرت کی ایک وجہ یہ بھی ہوتی کہ حدیث شریف میں سورج اور چاند کے ایک گرہن کی پیشگوئی چلی آ رہی تھی۔ اور اس گرہن کو بعثت امام مہدی کی علامت قرار دیا گیا تھا۔ اس گرہن کی تعریف میں کہا گیا تھا کہ ماہ رمضان کی ۱۳ تاریخ کو چاند میں اور ۲۸ تاریخ کو سورج میں گہن لگے گا مسلمانوں کو اس گرہن کا انتظار تھا۔ وہ اس کو ایک آنے والے ہولناک دن کا پیش خیمہ سمجھتے تھے۔ تقدیر الٰہی کے ماتحت وہ گرہن بھی ۱۸۹۴ء میں لگا۔

عوام کا حافظہ تو بہت کمزور ہوتا ہے۔ ورنہ اگر اس زمانہ کی یادداشت دیکھی جائے تو معلوم ہوگا کہ اس دن ہندوستان کے طول و عرض میں ایک کہرام تھا۔ اور لوگ اسے بعثت مہدی کا نشان قرار دے رہے تھے۔ ان دنوں مولانا الطاف حسین صاحب حالی زندہ تھے۔ کسی نے ان سے پوچھا کہ چاند اور سورج کو گرہن لگ گیا۔ انہوں نے گردن جھکا دی اور کہا کہ بے شک ظہور مہدی کی علامت پوری ہو گئی۔

اولیاء اللہ کے کشوف شہرت کی چوتھی وجہ اہل اللہ کے کشوف تھے۔ اکثر اہل اللہ نے اس صدی کو فتنہ و فساد کی آماجگاہ اور بعثت امام مہدی کا زمانہ قرار دیا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا تو ایک عجیب واقعہ ہے۔ مکتوبات میں لکھا ہے کہ ایک چھوٹے سے گاؤں نگر کوٹ پر حملہ کرکے ہندوؤں نے چند مسلمانوں کو شہید کر دیا۔ مجدد الف ثانی کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو انہوں نے کہا کہ بس اب مسلمانوں کی ذلت کی انتہا ہو گئی۔ اب مہدی کو ضرور مبعوث ہونا چاہئیے۔ اس واقعہ کا آج کے حالات سے مقابلہ کیجئے۔ مسلمان مشرق و مغرب میں ذلیل و خوار ہو گئے۔ مگر علماء چودھویں صدی کے نزدیک ابھی تک بعثت مہدی کا زمانہ نہیں آیا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے علماء کو اس غفلت پر سخت متنبہ کیا اور زمانے سے اپنا تعارف کراتے ہوئے فرمایا:۔

مجھے اس خدا کریم کی قسم ہے جو جھوٹ کا دشمن اور مفتری کا نیست و نابود کرنے والا ہے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اور اس کے حکم سے عین وقت پر آیا

ہوں اور اس نے مجھ سے
کھڑا ہوا ہوں۔ اور وہ میرے
ہر قدم میں میرے ساتھ
ہے۔ اور مجھے ضائع نہیں کرے
گا۔ اور نہ میری جماعت کو تباہی
میں ڈالے گا۔ جب تک وہ اپنے تمام
کام پورے نہ کرے جس کا اس
نے ارادہ کیا ہے"۔

(اربعین ع۳)

یہ تو امام زمان کا اعلان ہے۔ مگر لوگ اپنے ماحول سے نکل کر دیکھتے ہی نہیں۔ حق تو یہ تھا کہ بنی نوع انسان آج ہی انہیں پہچان لیتے۔ اور نگاہِ عبرت سے کاروبار قدرت کا نظارہ کرتے ورنہ جب یہ قافلہ حق دور نکل جائے گا۔ اور ان کو اپنی پس ماندگی کا احساس ہوگا تو اس وقت وہ کف افسوس ملیں گے۔ اور یہ شعر پڑھیں گے۔

> رفتم کہ خار از پا کشم محمل نہاں شد از نظر
> یک لحظہ غافل گشتم و صد سالہ منزل دور شد

دیگر اقوام عالم

مسلمانوں کے علاوہ دوسری اقوام میں بھی چودھویں صدی کے متعلق اسی قسم کی پیشگوئیاں پائی جاتی ہیں۔ نصاریٰ نے تو سائنسی انکشافات اور انجیلی علامات کو پیش کرتے ہوئے چودھویں صدی کی ابتدا میں ہی نزول عیسیٰ کا ڈھنڈورہ پیٹنا شروع کر دیا۔ اس موضوع پر ان کی طرف سے متعدد کتب شائع ہو چکی ہیں۔

اخبار ٹریبیون ۸؍ جولائی ۱۸۹۹ء میں نزول مسیح کے متعلق ایک محققانہ مضمون شائع ہوا اس میں علم نجوم کے ذریعہ ثابت کیا گیا کہ ۱۹۰۱ء سے ایک نئے دور کی ابتدا ہونے والی ہے۔ اس لئے اسی سنہ ۱۹۰۱ء میں کلمۃ اللہ کا نیا ظہور اور خدا کے ایک نبی کا نزول ہوتا ہے۔

ہندو دھرم اور چودھویں صدی

اسی طرح ہندوؤں نے بھی اس چودھویں صدی سے بڑی توقعات قائم کیں۔ الہ آباد کے مشہور اخبار "ستیہ یگ" میں جو مضامین شائع ہوئے وہ تو عجیب ہیں۔ ان میں صاف کہا گیا کہ سمت ۲۰۰۰ مطابق ۱۹۴۳ء سے کلجگ کا خاتمہ اور "ستیہ یگ" کا آغاز ہونے والا ہے اس لئے بھگوان کرشن کو ۱۹۴۳ء سے پہلے ظاہر ہو جانا چاہیئے۔ پھر اسی پرچے کے ستمبر ۱۹۴۱ء والی اشاعت میں وضاحت سے لکھا گیا کہ اب جو دنیا کا نجات دہندہ آنے والا ہے اس کو ہر مذہب والے علیحدہ علیحدہ ناموں سے پکاریں گے۔ ہندو اس کو اوتار مسلمان مہدی اور عیسائی مسیح کہیں گے۔ مگر یہ آنے والا ۱۹۴۳ء سے پہلے ضرور آ جائے گا۔

سورداس جی کی کویتا (نظم) میں بھی کہا گیا ہے کہ "۔۔۔۔ ! ج کرشن چندر جی سمت ۱۹۰۰ کے بعد ظاہر ہونگے۔

غرض یہ زمانہ صرف مسلمانوں میں نہیں۔ بلکہ ہندوؤں اور عیسائیوں میں بھی مشہور و معروف ہے۔ اسی زمانے میں پہنچ کر انسانی قافلے نے محسوس کیا کہ اس کو متاعِ انسانیت کھو گیا۔ خدا پرستی اور خدمت خلق کے جذبے سے دل محروم ہو گئے۔ اب زندگی کا سفر دشوار ہے اس لئے کوئی آسمانی رہنما آنا چاہیئے۔ سبھوں نے اس کی جستجو شروع کی۔ مگر غلطی یہ ہوئی کہ ہر شخص نے اس کو اپنے ہی ماحول میں ڈھونڈا یہ نہ سوچا کہ وہ خدا کا نمائندہ ہوگا۔ اور نور الٰہی کی طرح تمام قوموں پر یکساں جلوہ گر ہوگا۔ خیر جو وقت گذرا سو گذرا اب بھی اس یوم موعود کی شناخت کا موقع ہے۔ امام الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ صدی یوم موعود کے انتظار کی گھڑی ہے اس صدی کے بعد اہل مذاہب خصوصاً مسلمانوں میں ایک گھبراہٹ پیدا ہوگی۔ وہ کہیں گے کہ وقت موعود بھی گذر گیا۔ مگر آنے والا نہ آیا۔ اس وقت ایک طبقہ بڑی بیتابی سے احمدیت کی طرف رجوع کرے گا۔ اور جو باقی رہے گا اس پر یہ شعر صادق آئے گا۔

> جب کشتی ثابت و سالم تھی ساحل کی تمنا کس کو تھی
> اب ایسی شکستہ کشتی پر ساحل کی تمنا کون کرے

تبلیغی وفد کا دورہ جنوبی ہند

(بقیہ صفحہ نمبر ۸)

بھیجے جانے کی بشارت دی ہے۔ چنانچہ تیرہ صدیوں میں اُمتِ محمدیہ میں مجددین آتے رہے آخر اس چودھویں صدی کا مجدد کہاں ہے؟ میں آپ حضرات کو بشارت دیتا ہوں کہ اس صدی کا مجدد جو کہ مہدی و مسیح اور حکم و عدل ہے۔ وہ قادیان پنجاب میں عین صدی کے شروع میں ظاہر ہو چکا ہے۔ جو حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں۔ تمام لوگوں کی مخالفت کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ "واللہ یعصمک من الناس" کے ماتحت آپ کو آخیر تک ہر لحاظ سے محفوظ رکھا۔ اور دشمن آپ کو قتل نہ کر سکے۔ اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ آپ کی جماعت کو تدریجی طور پر ترقی دیتا جا رہا ہے اور انشاء اللہ ۔۔ سو سال میں دنیا پر محیط ہو جائے گی۔ ہم نے احمدیہ عقائد کی بناء پر عیسائیوں پر ۔ حاصل کیا ہے۔ یہ ہمارا تجربہ ہے۔ اگر آپ بھی اسلام کا غلبہ چاہتے ہیں۔ تو اس مامور ربانی کی اطاعت کریں اور اسلام کی اشاعت و ترقی کی کوشش کریں۔

مکرم سلیم الجابی کے بعد چوہدری مبارک علی صاحب مبلغ سلسلہ نے جماعت احمدیہ کی تبلیغی خدمات اور جماعت کے شاندار مستقبل کو حاضرین کے سامنے پیش کیا ہے۔ اور اپنی تقریر کے دوران میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ کشف بھی سنایا۔ جو انگریزوں کے قبولیت اسلام کے بارہ میں ہے۔ چنانچہ بشیر احمد صاحب آرچرڈ اس کا ایک زندہ نمونہ ہیں۔

مکرم چوہدری صاحب کے بعد محترم بشیر احمد صاحب آرچرڈ نے "Why I believe in Islam" کے موضوع پر انگریزی میں تقریر فرمائی۔ آپ نے بتایا کہ کس طرح آپ قادیان آئے۔ جماعت احمدیہ کے موجودہ امام اور بزرگان سلسلہ سے ملے اسلامی لٹریچر پڑھا۔ اور بالآخر ۱۹۴۵ء میں مسلمان ہو گئے۔ آپ نے اپنی تقریر میں بتایا کہ جب میں نے اسلامی لٹریچر کا مطالعہ کیا تو اسلام کے بارہ میں عیسائیوں کی پیدا کردہ غلط فہمیاں دور ہو گئیں۔ نیز جب قرآن مجید اور احادیث کی روشنی میں اسلام اور بانیٔ اسلام صلعم کی زندگی کا مطالعہ کیا۔ اور ان کی صداقت کے دلائل کو سمجھا تو انہیں دلائل کے مطابق مجھے اس زمانہ کے مسیح موعود حضرت مرزا صاحب کی صداقت بھی سمجھ میں آ گئی۔ اور میرے دل نے تسلی پائی۔ کہ واقعی حضرت مرزا صاحب وہ موعود مہدی اور مسیح ہیں۔ سورج چاند کو رمضان میں گرہن لگنا۔ حضرت مرزا صاحب کا عربی کی بے نظیر کتابیں تصنیف کرنا۔ اور علماء کا مقابلہ سے عاجز آنا۔ مخالفت کے باوجود آپ کی جماعت کا ترقی کرنا اور آپ کی پیشگوئیوں کا پورا ہونا حضرت مرزا صاحب کی صداقت کے روشن دلائل ہیں۔

مکرم آرچرڈ صاحب کی تقریر کا اردو ترجمہ مکرم محمد عبد اللہ صدیقی۔ ایس سی نے کیا۔ اور بعد ازاں مولوی عبد اللہ صاحب نے منتظمین و حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور بعد دعا جلسہ ۸ بجے شب اختتام پذیر ہوا۔

پروگرام کی اچانک تبدیلی اور کمیٔ وقت کے باوجود اس جلسہ کے انتظامات میں مکرم حکیم محمد دین صاحب مقامی مبلغ کے علاوہ مکرم احمد حسین صاحب نائب امیر۔ مکرم سیٹھ یوسف الدین صاحب۔ مکرم احمد اللہ بیگ صاحب قائد خدام الاحمدیہ نے سرگرم حصہ لیا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جلسے کے نیک نتائج کو ظاہر فرمائے۔ جلسہ کے ختم ہونے کے بعد خدام الاحمدیہ کا تعارف معزز مہمانوں سے کروایا گیا۔ اس کے بعد ارکان وفد سکندرآباد پہنچے گئے۔

یوم مصلح موعود کی مبارک تقریب پر مختلف مقامات پر جلسے

لجنہ اماء اللہ بنگلور:-

مورخہ ۲۰؍ فروری لجنہ اماء اللہ بنگلور کا جلسہ مصلح موعود محترمہ صدر صاحبہ لجنہ کے مکان پر چار بجے شام شروع ہوا۔ لجنہ اماء اللہ کی تمام ممبرات حاضر تھیں۔ اور کچھ غیر احمدی مستورات بھی شامل ہوئیں۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد سلیمہ خاتون صاحبہ میمونہ بیگم صاحبہ۔ سلیمہ بیگم صاحبہ سیکرٹری مال۔ اور خاکسارہ نے پیشگوئی مصلح موعود کے مختلف حصوں پر مضامین پڑھے اور تقریریں کیں۔ دوران جلسہ میں عزیزہ حمیدہ۔ رمضانہ۔ ریحانہ اور ناصرات کی دو بچیوں نے ملکر نظمیں پڑھیں۔ آخر میں محترمہ صدر صاحبہ نے حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی درازیٔ عمر اور صحت کے لئے دعا کروائی۔

لجنہ اماء اللہ کی طرف سے حاضرین جلسہ کی چائے اور شیرینی سے تواضع کی گئی۔

(اختر بیگم سیکرٹری لجنہ اماء اللہ بنگلور)

لجنہ اماء اللہ یادگیر (دکن)

جلسہ مصلح موعود ۲۰؍ فروری کو منایا گیا۔ محترمہ اہلیہ مولوی فیض احمد صاحب نے تلاوت قرآن کریم کی۔ امۃ الحفیظ بیگم اور اہلیہ مکرم مولوی فیض احمد صاحب نے نظمیں پڑھیں۔ بعد ازاں محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ نے حضرت مصلح موعود اور وقف جدید کے موضوع پر فاطمہ بیگم صاحبہ نے پیشگوئی مصلح موعود پر اور انیسہ بیگم صاحبہ نے حضرت مصلح موعود کا مبارک عہد پر اور سلیمہ بیگم صاحبہ نے طبقۂ نسواں پر حضرت مصلح موعود کے احسانات کے عنوان پر تقریریں کیں۔ آخر میں محترمہ صدر صاحبہ نے تقریر کی جس میں حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے لئے دعاؤں پر زور دینے کے لئے تاکید کی۔ دعا کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

(حمدی بیگم صدر لجنہ اماء اللہ یادگیر دکن)

لجنہ اماء اللہ مدراس:-

۲۰؍ فروری کو لجنہ اماء اللہ مدراس کے زیر انتظام یوم مصلح موعود کی مبارک تقریب منعقد کی گئی۔ جلسہ کی کارروائی تلاوت قرآن کریم سے عاجزہ نے شروع کی۔ نظم ظہیر النساء نے پڑھی۔ محترمہ سعیدہ بیگم صاحبہ نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے پیشگوئی ۔۔۔۔۔۔ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی پھر ظہیر النساء صاحبہ نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا حلفیہ اعلان پڑھ کر سنایا۔ کہ آپ ہی پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق ہیں۔ دوران جلسہ میں بہت سی نظمیں پڑھی گئیں۔ جو حضرت مصلح موعود کی تعریف میں تھیں۔ دعا کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔ جلسہ کے بعد چائے اور پان سے حاضرات کی تواضع کی گئی۔

(رنا فرہ بیگم صدر لجنہ اماء اللہ مدراس)

ہبلی

مورخہ ۲۰؍۲ بعد نماز مغرب دار التبلیغ احمدیہ مسلم مشن میں جماعت احمدیہ ہبلی نے زیر صدارت مکرم عبد الرحمٰن صاحب حکیم یوم مصلح موعود

(باقی صفحہ نمبر ۱۱ پر)

"قرآن کریم کے آئینہ میں میرا خدا"

طلبا مدرسہ احمدیہ کا تیسرا دلچسپ علمی مذاکرہ

قادیان مورخہ ۳۱ جنوری ۱۹۵۸ء بعد نماز عشاء مسجد مبارک میں زیر صدارت استاذی المکرم جناب مولوی محمد حفیظ صاحب فاضل طلبہ مدرسہ احمدیہ کے ایک علمی مذاکرہ کا انعقاد ہوا۔ جس کا موضوع تھا۔ "قرآن کریم کے آئینہ میں میرا خدا" تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد جناب صدر صاحب نے اس اجلاس کی غرض و غائت کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا کہ اگر انسان کے دل میں عشق الٰہی کی ایک بھی چنگاری پائی جائے تو وہ ایمان کا مزہ چکھ لیتا ہے۔ اور جب کسی کے دل میں کسی کی محبت پیدا ہو جائے تو وہ اس کا کثرت سے ذکر کیا کرتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ہر موقعہ پر ذکر الٰہی کی تاکید فرمائی ہے۔ اور اسی غرض کو پورا کرنے اور اس میں ترغیب دلانے کے لئے آج ہمارے مذاکرہ علمیہ کا موضوع "قرآن کریم کے آئینہ میں میرا خدا" مقرر کیا گیا ہے۔ استاذی المکرم کی اس جامع مختصر اور پرمعارف تقریر کے بعد قرآنی آیات اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل تحریر طلباء کے تقریری پروگرام کا آغاز ہوا۔

ہمارا خدا

پہلے نمبر پر ایم۔ کے محمد بشیر صاحب متعلم درجہ ثانیہ کی تقریر ہوئی۔ انہوں نے ہستی باری تعالیٰ کی ایک دلیل دیتے ہوئے سورۃ فاتحہ کی ابتدائی دو آیات تلاوت کیں۔ اور بتایا کہ قرآن مجید نے اللہ تعالیٰ کو رب العالمین کہا ہے یعنی نہ صرف وہ یہودیوں کا خدا ہے نہ صرف عیسائیوں یا ہندوؤں یا مسلمانوں وغیرہ کا۔ بلکہ وہ تمام جہانوں کا خدا ہے۔ [illegible] رحمٰن ہے بغیر کسی عمل کے سامان راحت بہم پہنچاتا ہے۔ جیسا کہ سورج۔ چاند۔ ستارے۔ زمین و آسمان وغیرہ سب انسان کی زندگی اور عمل سے پہلے مہیا فرمائے ہیں۔ اسی طرح وہ رحیم ہے سچی محنت اور کوشش کا اجر دینے والا ہے۔ اسی ضمن میں انہوں نے بتایا کہ میری خواہش تھی کہ میں قادیان میں رہ کر تعلیم حاصل کروں۔ اس کے لئے میں نے کوشش کی جس کے نتیجہ میں آج خدا تعالیٰ کے فضل سے میں اس مقدس مرکز میں تعلیم پا رہا ہوں۔ آخر میں انہوں نے خدا تعالیٰ کی صفت مالک یوم الدین کو بیان کیا۔

واحد و لاشریک اور حی و قیوم

دوسرے نمبر پر برادرم سید بشیر الدین صاحب اڑیسوی نے آیت الکرسی کی تلاوت کے بعد کہا کہ اللہ تعالیٰ واحد اور لاشریک ہے وہ حی و قیوم یعنی خود زندہ اور دوسروں کی زندگی کا باعث ہے۔ اور اسی طرح وہ خود بھی قائم ہے اور دوسروں کے قیام کا باعث ہے۔ اپنے قیام کا ثبوت قرآن میں یوں دیا کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ۔ اسی طرح وہ خدا نیند اور اونگھ سے منزہ ہے۔ تمام کائنات اور نظام عالم کو وہی چلا رہا ہے۔ لیکن اس کو تھکاوٹ لاحق نہیں ہوتی۔ اس کا قبضۂ قدرت وسیع ہے۔ اور تمام چیزوں پر حاوی ہے۔ اسی طرح مقرر نے ھو الاول والآخر والظاھر والباطن کو پیش کرتے ہوئے کہا کہ خدا تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے۔ اور ہر چیز پر اپنی نظر رکھتا ہے۔ آیت اُجیب دعوۃ الداع اذا دعان کی تلاوت کرنے کے بعد بتایا کہ خدا تعالیٰ ہر زمانہ میں اپنے بندوں سے بولتا رہتا ہے۔ جس طرح اس کی دیگر صفات کبھی معطل نہیں ہوتیں۔ اسی طرح صفت تکلم بھی معطل نہیں ہوتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

دعاؤں کو قبول کرنے والا

ان کے بعد برادرم محمد عمر صاحب مالاباری نے اپنی تقریر میں کہا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات بے شمار ہیں۔ ایسے ہی اس کے احسانات اور انعامات لاتعداد ہیں۔ جیسے خود خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ اِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا۔ اس کے بعد انہوں نے بیان کیا کہ قرآن میں سب سے پہلے الحمد للّٰہ رکھا گیا ہے کہ ہر قسم کی تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے کیوں ہے؟ اس کی دلیل یہ دی کہ وہ رب العالمین ہے۔ تمام جہانوں کو پیدا کرنے والا ہے۔ نہ صرف پیدا کرنے والا۔ بلکہ ان کی ترقی کے سامان مہیا کرنے والا ہے۔ اس لئے ہر قسم کی تعریف اسی کے لئے خاص ہے۔ وہ ماں کی طرح اپنے بندوں کی پرورش کرتا ہے۔ ان کی جسمانی حفاظت کرتا ہے نہ صرف جسمانی بلکہ روحانی ضروریات بھی وہ پوری کرتا ہے۔ اور روحانیت جو انسان کا اصل مدعا اور مقصد ہے۔ اور تمام اعمال کا مرجع ہے کی حفاظت بھی فرماتا ہے۔ اسی غرض کے تحت فی زمانہ اس نے دنیا کو گمراہی اور تباہی کی طرف جاتے ہوئے دیکھ کر اپنے برگزیدہ مسیح موعود کو اصلاح خلق کے لئے مبعوث فرمایا۔ تا کہ دنیا روحانیت سے فیضیاب ہو۔ مقرر موصوف نے آیت اُجیب دعوۃ الداع اذا دعان کی تلاوت کرکے بتلایا کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک بندے کی پکار کو سنتا ہے۔ اور اس کا جواب قولاً اور عملاً ہر رنگ میں دیتا ہے۔ مقرر نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا کہ بچپن سے میرے دل میں سرزمین قادیان میں رہ کر تعلیم حاصل کرنے کی تمنا تھی اسی طرح پیارے آقا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دیدار کی تڑپ تھی۔ میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی پس اللہ تعالیٰ نے میری دعاؤں کو درجۂ قبولیت بخشا اور میری یہ دونوں خواہشیں پوری ہو گئیں۔

زمین و آسمان کا نور

چوتھی تقریر محمد عبد السلام صاحب مالاباری متعلم درجہ ثانیہ کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ میں جب قرآن پر نظر کرتا ہوں تو مجھ کو جو خدا نظر آتا ہے وہ رب ہے جو سب کا پرورش کنندہ ہے۔ وہ رحمٰن ہے جو بلا معاوضہ اور بلا محنت انسانوں کی ضروریات پوری کرتا ہے۔ وہ رحیم ہے جو کسی کی محنت کو رائیگاں نہیں کرتا۔ وہ مجید ہے اور عظمت والا ہے وہ قہار اور غالب ہے۔ پھر انہوں نے آیت اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ ...... الخ تلاوت کرکے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ زمین و آسمانوں کا نور ہے اگر تم اس کے نور کا مشاہدہ کرنا چاہو تو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرو۔ تو تمہیں خدا کے نور کا کامل پرتو آپ کی ذات بابرکات میں نظر آئے گا۔ جو شجرۂ مبارکہ نسل ابراہیمی سے روشن ہے اور جو نہ صرف مشرق کے لئے ہے اور نہ صرف مغرب کے لئے بلکہ عالمگیر ہے۔ اسی طرح انہوں نے بیان کیا کہ وہ خدا واحد ہے لاشریک ہے۔ وہ حی و قیوم ہے۔ وہ نیند کا محتاج نہیں۔ اور نہ ہی کبھی اونگھ اس کے قریب آتی ہے۔ زمین و آسمان کا نظام وہی چلا رہا ہے۔ اور ہر چیز پر وہ محیط ہے۔

جمیع صفات کاملہ کا حامل

آخری نمبر پر خاکسار نے اپنی تقریر میں آیت ھو اللّٰہ الذی لا الٰہ الا ھو عالم الغیب والشھادۃ پیش کرتے ہوئے بیان کیا کہ قرآن نے جس خدا کا ذکر کیا ہے وہ لاشریک ہے اور چونکہ وہ خدا ایسا کامل ہے کہ اگر ہم بوجہ صفات کاملہ اعلیٰ سے اعلیٰ خوبیوں اور بلند مرتبہ کے موجودات میں ایک خدا کا انتخاب کرنا چاہیں تو سب سے اعلیٰ اور بلند تر وہی خدا کی ذات ہے اس لئے ایسے خدا کا شریک ٹھہرانا ظلم ہے۔ اسی لئے اس کے سوا کوئی پرستش کے لائق نہیں۔ پھر وہ خدا عالم الغیب والشہادۃ ہے۔ اپنی ذات کو وہ خود جانتا ہے۔ اور ذرہ ذرہ پر اپنی نظر رکھتا ہے۔ اور کوئی چیز اس کی نظر سے اوجھل نہیں ہے۔ اسی طرح خاکسار نے صفت رحمانیت و رحیمیت اور مالک یوم الدین کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ وہ الملک القدوس ہے۔ یعنی پاک بادشاہ ہے۔ دنیوی بادشاہوں کی طرح وہ غدار نہیں اپنے نظام کو چلانے میں کسی کا محتاج نہیں وہ ظلم کو روا نہیں رکھتا۔ اور نہ ہی بخشش دینے میں بخل سے کام لیتا ہے جس سے تناسخ کی تردید ہوتی ہے۔ اسی طرح وہ السلام ہے۔ خود تمام عیوب سے منزہ ہے اور دوسروں کو سلامتی دینے والا ہے۔ وہ المومن ہے یعنی امن بخشنے والا اور اپنے کمالات توحید پر دلائل قائم کرنے والا ہے۔ ایسے ہی وہ المھیمن العزیز الجبار المتکبر ہے یعنی سب کا محافظ سب پر غالب بگڑے کام بنانے والا اور مستغنی ہے۔ پھر وہ علیٰ کل شیءٍ قدیر ہے۔ یعنی اس کو ہر چیز پر قدرت حاصل ہے۔ وہ رب العالمین اور حی و قیوم ہے۔ اسی طرح خاکسار نے سورۃ اخلاص سے خدائی صفات کو پیش کرتے ہوئے بتایا کہ لہ الاسماء الحسنیٰ کہ انسان کے تصور میں جس قدر بھی اعلیٰ صفات کا آنا ممکن ہے۔ وہ سب خدا تعالیٰ کے نام ہیں۔ آخر میں خاکسار نے اس بات کی بھی وضاحت کی، کہ خدا تعالیٰ کی صفات دو قسم کی ہیں۔ اول تشبیہی دوم تنزیہی۔ تشبیہی صفات میں انسان خدا تعالیٰ سے مشابہت پیدا کر سکتا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کی تنزیہی صفات میں وہ مشابہ نہیں ہو سکتا۔ پھر ان صفات کو بیان کرنے کے بعد اس غلط فہمی کو بھی اللہ تعالیٰ نے دور کر دیا کہ شاید خدا فلاں چیز کی مانند ہے یا فلاں چیز کی طرح۔ فرمایا لیس کمثلہ شیءٌ فلا تضربوا للّٰہ الامثال۔ کہ خدا تعالیٰ وراء الوراء ہستی ہے اس جیسی کوئی چیز نہیں ہے اور نہ ہی انسانی دماغ اس کا پورا پورا تصور کر سکتا ہے۔

محترم صاحب صدر نے اپنی صدارتی تقریر میں فرمایا کہ اس قسم کے علمی مذاکرے روحانیت کو ترقی دینے کا ذریعہ ہیں۔ مثلاً ہر شخص اگر اپنی اپنی جگہ سوچنا چاہے کہ ان صفات کا جو خدا تعالیٰ کی بیان کی گئی ہیں میرے ساتھ کیا تعلق ہے۔ جب ہم اس طرح غور کریں گے تو ہمیں قدم قدم پر خدا تعالیٰ کی ایک نئی تجلی ظاہر ہوتی معلوم ہوگی۔ [illegible] محترم صاحب صدر نے طلباء کی [illegible] تقاریر میں بعض اصلاحی امور کی طرف بھی توجہ دلائی۔

بالآخر دعا کے بعد اس اجلاس کی کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔

خاکسار محمد کریم الدین حیدر آبادی متعلم درجہ رابعہ مدرسہ احمدیہ قادیان۔

منظوری عہدیداران جماعتہائے احمدیہ

کشن گڑھ

ا سیکرٹری تعلیم۔ مکرم دلدار علی صاحب کشن گڑھ ڈاکخانہ مدن گنج اجمیر شریف۔ منظوری ۳۰-۴-۵۹ تک

جمشید پور

ا سیکرٹری تبلیغ۔ مکرم سید عبد القدیر صاحب انجمن احمدیہ جمشید پور منظوری۔ (ناظر اعلیٰ قادیان)

غانا (مغربی افریقہ) میں سالانہ جلسہ (بقیہ صفحہ اوّل)

سلسلۂ احمدیہ میں نظام خلافت

بعد ازاں محترم صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب بی۔اے نے "سلسلۂ احمدیہ میں خلافت" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ آپ نے بتایا کہ کسی ملک، قوم یا معاشرے کی ترقی کا انحصار اس امر پر ہوتا ہے کہ اس کے تمام افراد ایک نظام میں منسلک ہوں۔ اسی قدرتی اصول پر اسلام میں نظام خلافت کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ نظام خلافت کی اہمیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ اگر ایک دفعہ انبیاء کی آمد کی غرض کو پوری طرح سمجھ لیا جائے تو خلافت کی ضرورت اور اہمیت خود بخود سمجھ میں آسکتی ہے۔ کیونکہ خلیفہ کا کام نبی کے کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو موعود خلیفہ کا زمانہ بخشا ہے۔ جس کے متعلق خدا خود فرماتا ہے کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ یہ وہ زمانہ ہے جس کے پانے والوں پر آئندہ آنے والی نسلیں رشک کریں گی۔

صاحبزادہ صاحب کے بعد سینئر چیف ایجیس مسٹر جبریل نے اپنی تقریر میں آج سے ۵۰ سال قبل کے اس زمانہ کا مختصر نقشہ پیش کیا۔ جبکہ احمدیت نے براعظم افریقہ کے اس خطے میں قدم رکھا۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں اس بات پر فخر ہے کہ اس ملک میں احمدیت کا چشمہ سب سے پہلے ہمارے علاقے میں پھوٹا۔ اسی لئے غالباً ہم پر عائد ہونے والی ذمہ داری بھی دوسروں سے زیادہ ہے۔ محترم ملک خلیل احمد صاحب اختر انچارج مبلغ علاقہ اشانٹی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات بیان کئے۔ ہجرت کے موقع پر قریش مکہ کے چنگل سے آنحضرت صلعم کا حیرت انگیز طور پر نجات پانا۔ غزوۂ بدر میں دشمنوں کی تعداد اور جنگی قوت میں نمایاں کثرت کے باوجود آپ کا فتح یاب ہونا۔

ایسے متعدد واقعات پیش کرنے کے بعد آپ نے بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا اور عظیم الشان معجزہ قرآن کریم ہے جو اس وقت بھی آپ کی صداقت کا اسی طرح زندہ نشان ہے جس طرح کہ آپ کی زندگی میں تھا۔ آخری تقریر مسٹر بشیر الدین نے تبلیغ کی اہمیت پر کی جس میں انہوں نے ملک کی روحانی تشنگی کے پیش نظر اسلام کے شیریں چشمے کو افراد کے قلوب تک پہنچانے کی ضرورت کو مؤثر رنگ میں بیان کیا۔

دوسرے دن کا اجلاس

یہ اجلاس بھی تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا۔ عزیزم نصیر احمد ابن محترم الحاج مولوی نذیر احمد صاحب مبشر نے کی۔ بعد ازاں زیر صدارت مسٹر بنیمین کمپسن سابق جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ غانا کارروائی شروع ہوئی۔ پہلی تقریر محترم مسعود احمد صاحب بی۔اے بی۔ٹی جاشی پرنسپل احمدیہ سیکنڈری سکول کماسی نے حضرت مسیح موعودؑ کے معجزات پر کی۔ جس میں آپ نے بتایا کہ انبیاء کے آنے کی غرض محض معجزات دکھانا نہیں ہوتی۔ اگر معجزات ہی دکھائے جائیں اور ان کے آنے کی اصل غرض جو دنیا میں روحانی علوم و حکمت کی تبلیغ ہوتی ہے۔ پوری نہ ہو تو دنیا کو ان معجزات سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ اور اس طرح خود انبیاء کا وجود عبث ہو کر رہ جاتا ہے۔ تاہم انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے خارق عادت قوت اور طاقت عطا کی جاتی ہے جس سے دشمن مغلوب ہوتا اور مومنوں کا ایمان بڑھتا ہے۔ آپ نے اپنی تقریر میں اس بات کو واقعات کی روشنی میں بڑی وضاحت سے پیش کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سب سے بڑا معجزہ اپنے مخالفین پر مافوق العادت روحانی طور پر غلبہ پانا ہے۔

اس کے بعد الحاج الحسن عطا نے احمدی نوجوانوں کی ذمہ داریوں کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ نے سب سے پہلے بیان کیا کہ ہمارے ہر احمدی نوجوان کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ احمدی پہلے ہے۔ اور اپنی قوم یا قبیلہ کا فرد بعد میں ہے۔ ہمارے نوجوانوں کو تعلیمی اور اخلاقی لحاظ سے ایک اعلےٰ معیار پیش کرنا چاہیئے اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب وہ انبیاء اور خلفاء کی زندگیوں کا مطالعہ کر کے ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کریں۔

تیسری تقریر خاکسار نے "موعود مسیح کا موعود خلیفہ" کے عنوان پر عربی میں کی جس میں خاکسار نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حضرت مہدی علیہ السلام کے بارے میں "یتزوج و یولد لہ" کی پیشگوئی سے استنباط کرتے ہوئے بتایا کہ اس میں دراصل ایک عظیم الشان بیٹے کی پیدائش کی بشارت ہے۔ اس امر کی تائید چھٹی صدی ہجری کے ایک بزرگ سید نعمت اللہ شاہ صاحب کے ان اشعار سے بھی ہوتی ہے جن میں انہوں نے آنے والے مسیح اور مہدی کے ایک یادگاری بیٹے کو کشفاً دیکھنے کا ذکر کیا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پسر موعود والی پیشگوئی کو بیان کرتے ہوئے یہ ثابت کیا کہ اس میں بیان کردہ جملہ پیشگوئیاں کس خوبی سے حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ذات بابرکات میں پوری ہوئی ہیں۔ اور یہ کہ کس طرح سلسلہ کی آئندہ ترقی حضور کے نور سے ہی مقدس نور سے وابستہ ہے۔

تقاریر کے بعد میں نے جماعت کو مالی قربانی کی تحریک کی جس پر احباب لبیک کہتے ہوئے اٹھے اور بڑھ چڑھ کر اپنی رقوم پیش کرنے لگے۔ رقوم کی آمد کا سلسلہ ۱۰ بجے سے ۱۲ بجے تک جاری رہا جس کے بعد نماز جمعہ کی تیاری اور کھانے کے وقفہ کے لئے اجلاس برخاست کیا گیا۔

۲ بجے نماز جمعہ ہوئی خطبہ جمعہ میں مکرم امیر صاحب الحاج مولوی نذیر احمد صاحب مبشر نے احباب جماعت کو اپنے اندر کچی اطاعت مکمل اتحاد۔ قابل رشک جذبہ قربانی بلند اخلاق اور روحانیت کا ایک اعلیٰ معیار پیدا کرنے کی تلقین کی۔ نماز جمعہ و عصر سے فارغ ہونے کے بعد مالی قربانی پھر پیش ہونی شروع ہوئی جو چار بجے شام تک جاری رہی۔

تیسرے دن کا اجلاس

احباب کے اکٹھا ہونے کے دوران میں اکرا کے علاقہ کے ایک دوست آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے حالات "لائف آف محمد" انگریزی مصنفہ محترم مولوی فضل الرحمٰن صاحب حکیم مرحوم سابق مبلغ مغربی افریقہ میں سے پڑھ کر سناتے رہے۔ پھر بوبونگ کی جماعت نے اپنے علاقہ کے مشنری مسٹر یعقوب کے ساتھ مل کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کی بشارت کا گیت گایا۔ ان کے ساتھ سارا مجمع شامل ہو گیا۔ اور کافی دیر تک فضا ترانوں سے معمور رہی۔

جلسہ کی کارروائی مسٹر بنیمین کیلسن کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی۔ مسٹر ابراہیم بن محمد لوکل مشنری علاقہ اشانٹی نے علامات ظہور مہدی علیہ السلام پر تقریر کی۔ اور بتایا کہ وہ تمام علامات جو قرآن کریم۔ احادیث نبوی اور آئمہ اسلام کی کتابوں میں پائی جاتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود کی آمد کے ساتھ پوری ہو چکی ہیں۔ اور ہو رہی ہیں۔ ان کے بعد مکرم مولوی عبد الرشید صاحب رازی نے "اسلامی اخوت" پر تقریر کی۔ آپ نے بتایا کہ کوئی جماعت یا قوم یا اتحاد اور اخوت کے بغیر ترقی کی طرف قدم نہیں اٹھا سکتی۔ اتحاد اور اخوت ایک دوسرے کا لازم ملزوم ہیں۔ وہ اتحاد جو اخوت پیدا نہ کر سکے۔ ایک ایسے درخت کی مانند ہے جو پھل نہ لائے۔ اور ایسی اخوت جو اتحاد قائم نہ کر سکے لغو اور بے معنی چیز ہے۔ آپ نے واضح کیا کہ کس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طبقاتی اور قبائلی تعصبات کو جڑ سے اکھیڑ کر مسلمانوں کو ایک جان بنا دیا۔

ان کی تقریر کے خاتمہ پر اشانٹی سیکشن کے سیکرٹری مسٹر عبد الواحد عزیز نے مشن کی مالی ضروریات پر تقریر کی اور احباب سے اپنے ماہانہ چندوں میں باقاعدگی پیدا کرنے کی اپیل کی۔ اس اجلاس میں آخری تقریر مسٹر سلیمان بن الحسن لوکل مشنری کی تھی۔ جس کا موضوع "ہماری ذمہ داریاں" تھا۔ انہوں نے نہایت عمدگی سے ہر طبقہ کو اپنے فرائض کی طرف توجہ دلائی۔ ٹھیک بارہ بجے دوپہر جلسہ کی کارروائی ختم ہونے پر محترم امیر صاحب نے دعا کرائی۔ اور یہ مبارک تقریب بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔

اگرچہ اس سال کوکو کی فصل کی خرابی کے باعث جماعت کا کثیر طبقہ جو کوکو کی کاشت پر گذارہ کرتا ہے۔ مالی اعتبار سے بہت بری طرح متاثر ہوا تھا۔ اور ان کی آمد نصف سے بھی کم رہ گئی تھی۔ اس کے باوجود احباب جماعت نے اپنے [illegible] مالی [illegible] برقرار رکھتے ہوئے گذشتہ سالوں کی طرح اس دفعہ بھی مالی قربانی کا شاندار نمونہ دکھایا۔ چنانچہ اس موقعہ پر جو رقوم اکٹھی ہوئیں ان کی مالیت ۱۴۳۹۸ روپے ہے۔

خواتین کا پروگرام

بعض وجوہات کی بنا پر اس دفعہ خواتین کا علیحدہ جلسہ نہ ہو سکا۔ تاہم خواتین کے لئے دو مضامین صبح کی نمازوں میں پڑھ کر سنائے گئے۔ پہلا مضمون اہلیہ صاحبہ محترمہ نذیر احمد صاحب مبشر امیر جماعت غانا کا تیار کردہ بچوں کی تربیت کے بارہ میں تھا۔ اس میں انہوں نے قیمتی نصائح کیں اور قرآن اور احادیث نبوی کی رو سے بچوں اور والدین دونوں پر خصوصاً ماؤں پر عائد ہونے والے فرائض کی طرف توجہ دلائی۔ آپ نے خواتین کو علم دین سکھانے کے لئے اپنی خدمات پیش کرتے ہوئے انہیں اس زریں موقعہ سے فائدہ اٹھانے کی پُر زور تلقین کی۔ آخر میں یورپ کے مختلف شہروں میں مساجد کی تعمیر کے لئے چندہ کی اپیل کی۔ جس کے نتیجہ میں خواتین کی طرف سے ۸۹ روپے کی رقم مسجد ہالینڈ کے لئے جمع ہوئی۔

دوسرا مضمون اہلیہ محترمہ صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب پرنسپل احمدیہ سیکنڈری سکول کماسی کا تھا۔ آپ نے مسلمان عورت کی ذمہ داریوں کی طرف احمدی خواتین کی توجہ مبذول کرائی۔ اور عورت کی تین حیثیتوں یعنی بیٹی۔ بیوی اور ماں ہونے کے اعتبار سے عائد ہونے والی مخصوص ذمہ داریوں کو بیان کیا۔ آپ نے بتایا بیٹی ہونے کی حیثیت سے عورت میں شرم حجاب کا پہلو نمایاں ہونا۔ بیوی ہونے کے لحاظ سے خاوند کی اطاعت کا جذبہ موجود ہونا اور ماں ہونے کے اعتبار سے بچوں کی صحیح تربیت اور نشوونما کا ملکہ ہونا ضروری ہے۔

ہر دو مضامین کو بہت سراہا گیا۔ اور احباب کی طرف سے ان کو چھپوا کر جماعت میں تقسیم کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔

منظوری نائب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد دکن

صدر انجمن احمدیہ قادیان نے بذریعہ ریزولیوشن نمبر ۱/۵ مورخہ ۱۱-۲-۵۸ مکرم احمد حسین صاحب ساکن حیدرآباد کو نائب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد منظور فرما لیا ہے۔ جملہ احباب ان سے تعاون فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ موصوف کو زیادہ سے زیادہ خدمات دینیہ کی توفیق دے۔ اور اپنی رضا کی راہوں پر گامزن رکھے آمین۔

ناظر اعلیٰ قادیان

لازمی چندہ جات

موجودہ مالی سال کے دس ماہ گذر چکے ہیں۔ اکثر جماعتوں کی طرف سے نسبتی بجٹ کے مطابق چندہ جات کی رقوم وصولی ہو کر مرکز میں نہیں پہونچ رہیں۔ اور کمی آمد کے باعث سلسلہ کے ضروری اخراجات میں دقت پیدا ہو رہی ہے۔ لہٰذا بقایا دار افراد اور جماعتوں کو چاہیئے۔ کہ اپنی گذشتہ کوتاہی کے ازالہ کی طرف فوری طور پر توجہ دیں۔ تاکہ آخر مالی سال تک سو فی صدی بجٹ کی وصولی ممکن ہو سکے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں:۔

"یاد رکھو مجھے روپیہ کی ضرورت نہیں۔ میں اپنے لئے تم سے کچھ نہیں مانگتا۔ میں خدا کے لئے اس کے دین کی اشاعت کے لئے تم سے مانگ رہا ہوں۔ اگر تم چندے میں حصہ نہیں لو گے تو خدا خود اپنے دین کی ترقی کے سامان کرے گا۔ مگر میں اس سے ڈرتا ہوں۔ کہ تم دین کی ترقی میں حصہ نہ لے کر گنہگار بنو۔ پس میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں۔ کہ تم اس موقعہ کو غنیمت سمجھو۔ اور خدمت اسلام کے لئے اپنے مالوں کو قربان کرو۔ جو شخص تکلیف اٹھا کر اس خدمت میں حصہ لے گا۔ میں اس کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ دعا کر چکے ہیں کہ اے خدا جو شخص تیرے دین کی خدمت میں حصہ لے تو اس پر اپنے فضلوں کی بارش نازل فرما۔ اور اسے آفات و مصائب سے محفوظ رکھ۔ پس جو اس میں حصہ لے گا اس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس دعا سے بھی حصہ ملے گا۔ اور پھر میری دعاؤں میں بھی حصہ دار ہو گا .... جو شخص زیادہ حصہ لے سکتے ہیں۔ انہیں میں کہتا ہوں کہ میری وجہ ... ل کو نہ دیکھو۔ خدا تعالےٰ کے پاس غیر محدود ثواب ہے۔ اگر تم زیادہ قربانی کرو گے تو زیادہ ثواب کے مستحق ہو گے"

حضور کے مندرجہ بالا ارشاد کی روشنی میں امراء و صدر صاحبان اور سیکرٹریان مال کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنی مالی ذمہ داری کا احساس کر کے سابقہ بقایا کی وصولی اور آئندہ کے لئے باقاعدگی اختیار کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے والے بنیں۔

ناظر بیت المال قادیان

بقیہ صفحہ ۸

منایا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم محمد اقبال صاحب نے کی۔ نظم "قادیان کا چاند" مکرم رشید الدین صاحب نے پڑھی۔ مکرم حضرت صاحب منڈاسگو نے پیشگوئی مصلح موعود پر تقریر کی۔ اور حضور خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے شاندار کارنامے بیان فرما کر ثابت کیا کہ حضور ہی مصلح موعود ہیں۔ اور پیشگوئی حضور ہی کی ذات کے لئے تھی۔ جو کہ ہر رنگ میں پوری ہوئی۔ اس کے بعد مکرم داد الھابائی صاحب مرچی نے پیشگوئی مصلح موعود کہ "وہ ظاہری اور باطنی علوم سے پُر کیا جائے گا" پر تقریر کی۔ اس کے بعد مکرم عبدالرحمٰن صاحب حکیم نے پیشگوئی کے مطابق "فضل عمر" ہونے کی پیشگوئی پر تقریر فرمائی۔ اور ثابت کیا کہ اس کے مصداق حضور ہی ہیں۔ آخر میں مکرم حمید الدین صاحب نے پیشگوئی مصلح موعود پر تقریر فرمائی اور دعا کے بعد جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

مرکرہ میں جماعت احمدیہ مرکرہ نے ۲۳/۲/۵۸ کو یوم مصلح موعود کا جلسہ زیر صدارت مکرم مولوی بی محمد احمد صاحب مالاباری منعقد کیا جس میں مرکرہ کے علاوہ قریب کی دوسری جماعتوں کے احباب نے بھی شرکت کی۔ جلسہ کی کارروائی نو بجے شب کو شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم بی احمد صاحب مالاباری نے پیشگوئی مصلح موعود جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو زبانی تھی پر ایک گھنٹہ تفصیل کے ساتھ تقریر کی۔ اور دلائل اور واقعات سے ثابت کیا کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز ہی وہ مصلح موعود ہیں۔

کانپور میں جماعت احمدیہ کانپور نے ۲۰/۲/۵۸ کو بعد نماز عشاء یوم مصلح موعود کی تقریب منائی۔ اور جلسہ زیر صدارت مکرم محمد لطیف صاحب منعقد کیا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم محمد مولا بید صاحب نے کی۔ نظم مکرم محمد اسلام صاحب نے پڑھی۔ مکرم مجید صاحب اور مکرم محمد احمد صاحب نے پیشگوئی مصلح موعود پر تقریریں کیں۔ الحمدللہ جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

کیرنگ میں مورخہ ۲۰/۲/۵۸ کو جماعت احمدیہ کیرنگ نے یوم مصلح موعود منایا اور جلسہ کیا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم پڑھنے کے بعد مکرم نظیر خاں صاحب و مکرم یٰسین خاں صاحب نے تقریریں کیں۔ جناب مولوی طاہر الدین صاحب بی۔ اے نے تقریر کی اور تحریک وقف جدید پیش کر کے احباب کو اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی طرف متوجہ کیا۔ آخر میں مکرم مولوی محسن خاں صاحب نے پیشگوئی مصلح موعود کو سنایا اور "تین کو چار کرنے والا" پر مخالفین کے اعتراضات کا جواب دیا۔ اور حضور کے متعدد کارنامے اور دعاؤں کی قبولیت کے بارہ میں چند بشارتیں ذکر کر

تقریر کو ختم کیا۔ بعدہٗ حضور کی درازیٔ عمر اور کاملہ کے لئے اجتماعی دعا کر کے شب کو ۱۰ بجے جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

اشاعت اسلام کا چندہ جمع کرنیکے لئے ہر احمدی کو عملی قدم اُٹھانا چاہیئے

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ مورخہ ۱۳/ دسمبر ۱۹۵۵ء میں احباب کو قربانی کے لئے خاص طور پر توجہ دلاتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ

"وہ وقت آگیا ہے کہ جماعت اپنے زبانی دعووں اور الفاظ کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرے۔ اور تمام دوست چاہے وہ کسی شعبہ میں کام کرتے ہوں اپنے تن من دھن سے اسلام کی تقویت کے لئے زور لگانا شروع کریں"۔

حضور کے ارشاد کی روشنی میں ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ جہاں خود زیادہ سے زیادہ قربانی کرتے ہوئے اپنے ذمہ ہر قسم کے چندوں میں باقاعدگی اختیار کرے۔ وہاں تبلیغ اسلام کے کام کو وسیع پیمانے پر چلانے اور جاری رکھنے کے لئے اپنے غیر احمدی دوستوں میں بھی چندہ کی اپیل کریں۔ اور جس قدر کوئی رقم دے اسے شکریہ کے ساتھ قبول کیا جائے۔

حضور نے اپنے خطبہ جمعہ میں تاکیداً ارشاد فرمایا ہے کہ اس سلسلہ میں دوست ابتدائی مشکلات سے نہ گھبرائیں بلکہ دلیرانہ وار کوشش جاری رکھیں۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے اس کوشش اور جدوجہد کے نتیجہ میں تبلیغ کی نئی راہیں کھول دے گا۔ اور جماعت کی مالی مشکلات کو آسان فرما دیگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کا ہر فرد پوری کوشش کرے اور تمام مبلغین اور عہدے داران ایک پروگرام کے ماتحت اپنے اپنے حلقہ کے دیگر مسلمان شرفاء کے پاس پہونچ کر ان سے اشاعت اسلام کے لئے چندہ کی اپیل کریں اور حقیر سے حقیر رقم دینے والے کی پیشکش کو بھی خوشی سے قبول کیا جائے۔

امید ہے کہ جماعتوں کے عہدہ داران اور دیگر احباب زیادہ سے زیادہ اس میں دلچسپی لے کر حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد کی تعمیل کرنے والے بن سکیں۔

ناظر بیت المال قادیان

پروگرام دورہ مکرم منشی عبدالرحیم صاحب فانی انسپکٹر بیت المال

علاقہ جنوبی ہند بابت ماہ مارچ ۱۹۵۸ء

نمبر شمار	روانگی: از جماعت	روانگی: تاریخ	رسیدگی: تا جماعت	رسیدگی: تاریخ	قیام	کیفیت
۱	حیدرآباد	۱۱-۳-۵۸	شولاپور	۱۱-۳-۵۸	۲ یوم	
۲	شولاپور	۱۳-۳-۵۸	بمبئی	۱۳/۱۴-۳-۵۸	۳ "	
۳	بمبئی	۱۷-۳-۵۸	بلگام	۱۷-۳-۵۸	۱ "	
۴	بلگام	۱۸-۳-۵۸	سنتارہ	۱۹-۳-۵۸	۱	براستہ پونا
۵	سنتارہ	۲۰-۳-۵۸	باندہ	۲۱-۳-۵۸	۱	
۶	باندہ	۲۲-۳-۵۸	وینگورلا	۲۲-۳-۵۸	۱	
۷	وینگورلا	۲۳-۳-۵۸	نندگڑھ	۲۳-۳-۵۸	۲	
۸	نندگڑھ	۲۵-۳-۵۸	ہبلی	۲۵-۳-۵۸	۲	
۹	ہبلی	۲۷-۳-۵۸	چنداپور	۲۸-۳-۵۸	۱	
۱۰	چنداپور	۲۹-۳-۵۸	کنڈدر	۳۰-۳-۵۸	۱	
۱۱	کنڈدر	۳۱-۳-۵۸	حیدرآباد	۱-۴-۵۸	-	

مندرجہ بالا جماعت ہائے احمدیہ علاقہ جنوبی ہند کے عہدہ داران کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ مکرم منشی عبدالرحیم صاحب فانی انسپکٹر بیت المال مندرجہ بالا پروگرام کے مطابق از مورخہ ۱۱/۳/۵۸ تا ۳۱/۳/۵۸ بغرض معائنہ حسابات و وصولی چندہ جات دورہ کریں گے۔ آپ حضرات سے توقع ہے۔ کہ انسپکٹر صاحب موصوف کے ساتھ اس سلسلہ میں پورا پورا تعاون فرماویں گے۔

ناظر بیت المال قادیان

درخواست دعا

خاکسار کا لڑکا عزیزہ میاں ہمام احمد سلمہ اللہ تعالےٰ جو کہ بسلسلہ ملازمت ططا نگر میں مقیم ہیں ایک لمبے عرصہ سے ایک قسم کی جلدی بیماری میں مبتلا ہیں۔ علاج ہو رہا ہے مگر کوئی خاص فائدہ معلوم نہیں ہوتا۔ درویشان قادیان اور بزرگان سلسلہ اور اصحاب مسیح موعود علیہ السلام سے ملتجی ہوں کہ عزیز موصوف کی صحت یابی کے لئے دعا فرماویں۔ نیز عزیز کے محکمہ کے عملہ والے اسکے خلاف ریشہ دوانیاں کر رہے ہیں۔ اس کے ازالہ کے لئے بھی دعا فرمائی جاوے۔ خاکسار سید حسام الدین احمد امیر جماعت احمدیہ سونگھڑہ

خبریں

نئی دہلی ۲۸ ؍ فروری ۔ وزیر اعظم ہند پنڈت جواہر لال نہرو نے وزیر خزانہ کی حیثیت سے آج پارلیمنٹ میں بھارت ارب ستانوے کروڑ روپیہ کے اخراجات کا بجٹ پیش کیا جس میں ۲۷ کروڑ ۲۰ لاکھ کا خسارہ رکھا گیا ہے ۔ انہوں نے ایک نئے ٹیکس ۔ تحائف ٹیکس ۔ کا بھی اعلان کیا ۔ جس سے توقع ہے کہ تین کروڑ روپیہ کی آمدنی ہوگی ۔ اسٹیٹ ڈیوٹی میں بھی چند تبدیلیاں کی گئی ہیں ۔ جس کے نتیجہ میں پچاس لاکھ کی آمدنی ہوگی ۔ سیمنٹ پر ڈیوٹی میں چار پانچ ٹن کے اضافہ سے (اس وقت ڈیوٹی بیس روپیہ من ہے) دو کروڑ ۴۰ لاکھ روپیہ آمدنی ہوگی ۔

کپڑے کی ڈیوٹی میں جو رد و بدل کیا گیا ہے اس سے ۳۴ لاکھ روپیہ کی آمدنی ہوگی ۔ اسی طرح ۶ کروڑ ۷۵ لاکھ روپیہ کے نئے ٹیکس عائد کئے گئے ہیں ۔ جن میں پچاس لاکھ روپیہ ریاستوں کا ہوگا ۔ علاوہ ازیں دناسپتی گھی کی اشیاء کی ڈیوٹی میں جو کمی کی گئی ہے اس سے ۴۲ لاکھ روپیہ کی کم آمدنی ہوگی ۔ اس طرح خالص اضافی آمدنی پانچ کروڑ ۸۳ لاکھ روپیہ رہ جائے گی ۔

نئی دہلی ۲۸ ؍ فروری ۔ وزیر اعظم پنڈت نہرو نے آج پارلیمنٹ میں بجٹ پیش کرتے ہوئے مولانا ابوالکلام آزاد کو خراج عقیدت پیش کیا ۔ اور کہا کہ ایسے رہنما کے گذر جانے سے جو ہمارے لئے ہر حالت میں طاقت کا سرچشمہ تھے ۔ تمام قوم کو زبردست نقصان پہنچا ہے ۔

یہ بتاتے ہوئے کہ غیر متوقع طور پر مجھے آج یہ بجٹ پیش کرنا پڑا ہے ۔ وزیر اعظم نے کہا بہت سی باتوں میں زمانہ سازگار نہیں رہا گذشتہ چند دنوں میں ہم سب کو اور پوری قوم کو ایسے قومی رہنما کے اٹھ جانے سے زبردست نقصان پہنچا ہے جو ہمارے لئے اس وقت بھی طاقت کا سرچشمہ تھے ۔ جب ہمیں پریشانیوں کا سامنا ہوتا تھا ۔ اور اس وقت بھی جب نئے مسائل اور نئی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کا وقت ہوتا تھا ۔ پس آج جب میں اس ایوان کے سامنے کھڑا ہوں میرا دل افسردہ رنج سے بھرا ہوا ہے اور میں یہ سوچ رہا ہوں کہ حالات نے جو ذمہ داری مجھ پر ڈال دی ہے میں اسے پورا کر سکوں گا یا نہیں ۔

ریاض ۔ یکم مارچ ۔ آج یہاں پر سرکاری طور پر اعلان کیا گیا کہ شاہ سعود نہ تو مصری شامی یونین میں شامل ہونگے اور نہ عراق اردن کے وفاق میں ۔ بتایا گیا کہ وہ بحرین اور کویت کو ملا کر ایک نیا وفاق قائم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ اور اسی سلسلہ میں ان ریاستوں کے شیوخ کو یہاں آنے کی دعوت دی ہے ۔

جکارتا ۔ یکم مارچ ۔ وزیر اعظم انڈونیشیا نے بیان دیا کہ وسطی سماٹرا میں جو گڑبڑ ہوئی ہے ۔ وہ انڈونیشیا میں غیر ملکی مداخلت کا سبب بن سکتی ہے ۔ اگرچہ ابھی تک حکومت انڈونیشیا اس غیر ملکی مداخلت کو رد کرنے میں کامیاب رہی ہے

انہوں نے کہا کہ انڈونیشیا کے داخلی انتشار سے ڈچ بہت فائدہ اٹھائیں گے ۔ اور مغربی نیوگنی پر اپنی پوزیشن مضبوط کر لیں گے ۔

اخبار بدر کی ملکیت و دیگر تفصیلات کا بیان

بموجب پریس رجسٹریشن ایکٹ فارم نمبر ۴ قاعدہ نمبر ۸

(۱) مقام اشاعت	———	قادیان
(۲) وقفہ اشاعت	———	ہفتہ وار
(۳) پرنٹر کا نام	———	لالہ رام ناتھ
قومیت	———	ہندوستانی
پتہ	———	رانا آرٹ پریس سنتوکھ سر امرتسر
(۴) پبلشر کا نام	———	(ملک) صلاح الدین
قومیت	———	ہندوستانی
پتہ	———	محلہ احمدیہ قادیان
(۵) ایڈیٹر کا نام	———	محمد حفیظ بقاپوری
قومیت	———	ہندوستانی
پتہ	———	محلہ احمدیہ قادیان
(۶) اخبار کے مالک فرد یا ادارہ کا نام		صدر انجمن احمدیہ قادیان

میں (ملک) صلاح الدین اعلان کرتا ہوں کہ مندرجہ بالا تفصیلات جہاں تک میری اطلاعات اور علم کا تعلق ہے صحیح ہیں ۔

یکم مارچ ۱۹۵۸ء　　ملک صلاح الدین ایم ۔ اے　پبلشر اخبار بدر قادیان